

جستہ ذیل نمبر ۲۶۵

ماہواری رسالہ

شمس الاسلام

جون ۱۹۳۱ء

مدیر

ظہور احمد رنگوی

مقاومت

بھیرہ (پنجاب)

چند سالانہ

دور و پیہ (عنا)

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت الطریقہ فخر العلماء قدوة الابرار
زبدۃ العارفین امام العاشقین مولانا الحاج محمد اکبر کبیری نور اللہ قدس
اغراض و مقاصد

۱، اندرونی و بیرونی حکموں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام
۲، اصلاح رسوم ۳، احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

قواعد و ضوابط

۱، رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ مگر جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم
بفرض اعانت ارسال فرمائیں گے۔ وہ معاون خاص منظور ہوں گے۔ ایسے حضرات کے
اسم لئے گرامی شکریہ کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے۔

۲، غریب مفلس اشخاص اور طلبہ کیلئے رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

۳، ممبران حزب الانصار اور حزب الانصار کے معاونین کی خدمت میں رسالہ
بلا معاوضہ بھیجا جائیگا۔ چندہ ممبری کم از کم چار روپے یا سو روپے مقرر ہے۔

۴، جو صاحب کم از کم ۵ روپے یا سو روپے کے۔ وہ معاونین میں شمار ہوں گے۔ اور ان کی خدمت
میں ان کی خواہش پر ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔

۵، بذریعہ وی بی ایس ارسال کرنے پر کم از کم چار روپے ہوتے ہیں نیز بعض اصحاب وی بی ایس کے ذریعے ہیں
اسلئے دفتر کا نقصان ہوتا ہے۔ لہذا جملہ خریداران نہ چندہ بذریعہ وی آر ڈی ارسال فرمایا کریں
۶، نمونہ کا چھپہ ہر کے ٹکٹ آنے پر ملے گا۔ مفت نہیں بھیجا جائے گا۔

۷، رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۲ تاریخ کو بھیرے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ چونکہ رسائل کے
چوروں کی آجکل کثرت ہے اسلئے جس صاحب کو نہ ملے۔ وہ یکم سے پہلے اطلاع دیں ورنہ
دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر

منیجر رسالہ مسالام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شمس جہانگیر

باب ماہ جون ۱۹۳۱ء مطابق ماہ صفر ۱۳۵۰ھ

صفحہ	مضامین	تفہیم
۲	عبدالمجید بھروی۔	(۱) نعت
۳	ماخوذ	(۲) باب التفسیر
۵	"	(۳) باب الحدیث
۶	"	(۴) باب الفقہ
۱۲	از علوفا حضرت خواجہ نصیر الدین دہلوی	(۵) سلاک تجاہد
۱۳	بلسلہ اشاعت گذشتہ	(۶) تحقیق المسائل
۲۱	از بابو حبیب اللہ کلکن قمر نہر تہر۔	(۷) مرزا صاحب قادیانی کی وحی عبرانی
۲۶	از مولانا قطب الدین صاحب جھنگ	(۸) یوم عاشورہ
۳۵	مردی محمد صنیف صاحب کوٹ موئن	(۹) اسلام مرزا
۴۰	"	(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہر
۴۱	از قاضی غلام محی الدین بیال۔	(۱۱) چاشنی تصوف
۴۲	روح صدیقی۔	(۱۲) نظم
۴۵	(ماخوذ)	(۱۳) زمیڈاروں کی بیجاگی مردانگیر نظام

لغت

ذرہ سی گز نگاہ سید الامجاد ہو جائے
 حجاب اجنبیت مرتفع ہو آن واحد میں
 جو فرمائیں قدم رنج مرے کر میں سؤل اللہ
 ہو کشتیان جس کا فضل حق سے احمد علی
 مراویں ساری برائیں مصائب سہمائی ہو
 اتنی ذات سے تیری مجھے وابستگی کر تو
 خیال غیر کی تصویر لوح دل سے دھو ڈالوں
 وکی أنت فی الدنیا رقی أنت فی العقی
 نہیں مشکل کشائی تجھ کو کچھ دشوار سائل کی
 مجالِ نکتہ چینی رہ نہ جائے خودہ بنیوں کو
 مجھیں خستہ کو لیلو اگر آغوشِ رحمت میں
 دلِ ناشاد اس اند و گیس کا شاد ہو جائے

(عبدالمجید بھروی)

بَابُ التَّقْصِیْرِ

(بِسْمِ اللّٰهِ اشاعت گزشتہ)

یہ آیت جھوٹوں کی شان میں ہے۔ پہلا وہ جو اللہ تعالیٰ کو فرما کرے جیسے مشرک اور اور یہود نصاریٰ۔ دوسرا وہ جو دعویٰ کرے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ اور نہ آتی ہو۔ جیسے مسلمان کذاب اور اسود غنی وغیرہ جنہوں نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور نہ کی کھائی۔ تیسرے جو کہ قرآن کا سا کلام بتائے دیتا ہوں۔ جیسا کہ بعض کفار مسخرہ میں کرتے اور دعویٰ کرتے۔

خداوند کریم فرماتا ہے۔ اے نبی کریم! کبھی آپ دیکھتے جب ان جھوٹوں کی موت آتی ہے۔ اور جان کنی کی حالت میں ملائکہ عذاب کمرہ آتش اور پتھر قہر سے انکو مارتے ہیں۔ اور لیتے ہیں نکل اپنی جان آج وہ دن ہے۔ کہ تجھے بھی مار پڑے اور حضرت شہنشاہ برحق سے گستاخیوں کی سزا ملی اس ذات پاک پر افترا اس کے احکام اور آیتوں سے تکبر کرنے کا مزا چکھ۔ دُرّ منثور میں ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ آپ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا قسم بخدا کوئی نہیں مبرا جب تک اپنا ٹھکانا حجت یا دوزخ میں نہیں دیکھ لیتا۔ پھر موت مومن کے ذکر کی کہا۔ اگر مرنے والا کافر ہوتا ہے تو ملک الموت دو صفیں ملائکہ عذاب کے اتار دیتے ہیں۔ جو زمین کے کناروں کو بھرتے ہیں۔ اس مجرم کو حیرت سو جاتی ہے۔ تم جانتے ہو۔ کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے۔ مگر اس کی تکلفی ان فرشتوں کی طرف لگی ہوتی ہے۔ فرشتے اس پر سختی کرتے ہیں۔ اگرچہ اسے آسان ہی دیکھتے ہیں۔ پھر اس پر لعنت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے نفس خبیث! نکلی اور داخل ہو۔ اس عذاب و بلا میں جو تیرے لئے مہیا ہے۔ اور اسی طرح جھڑتے رہتے ہیں۔ اور رگ رگ سے جان نکالتے ہیں۔ جب روح ٹھوڈی تک آجاتی ہے۔ اور یہ نہایت سخت وقت ہے۔ تو ہر فرشتہ بچتا ہے۔ اور

اور کرامت کرتا ہے۔ کہ اس کی نخس روح کے قبض کا متولی ہو۔ پھر خود حضرت ملک الموت اس کی جان نکال لیتے ہیں۔ اور اسے بدبودار کفنِ جنم میں پہنتے ہیں۔ اور بدبودار کی پھیل جاتی ہے۔ اور کہتے ہیں اے اللہ لعنت کر ایسی روح اور ایسے جسم پر جب فرشتے اسے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تو دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر فرشتے آسمان سے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ جب زمین کے قریب آجاتی ہے۔ ایک گرز آہنی پر روک لیتے ہیں۔ اسی طرح تین بار بھڑیاں دیکاتی ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ وَمَنْ يَشْرِكْ فَمَا كَانَ خَوْفًا مِّنَ السَّمَاءِ شَرِكُ كَرْنِیْہِ اِلاَّ كِرْبًا كَرْنِیْہِ آسمان سے پھر بادشاہ حضرت جبار کے سامنے پیش کیجاتی ہے۔ خطاب ہوتا ہے۔ زمر جا ہو تجھے اے روحِ خبیث اور وہ جسم جس سے تو نکلی۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ لیجاؤ اے جنم کی طرف اور اسے اس کا ٹھکانا اور وہ عذاب دکھا دو۔ پھر حکم ہوتا ہے۔ زمین پر لیجاؤ پھر اسے زمین پر لانے میں۔ اور جسم اور اس کے کفن میں داخل کر دیتی ہیں۔ قبرس دو فرشتے سیاہ رنگ والے کربخی آنکھوں والے اور مزاح نہایت تند خو گرز آہنی اور زنجیر طوق لئے ہوئے آکر کہتے ہیں۔ بیٹھ جا اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ چھبر کر کہتا ہے تم ہو۔ پھر کوڑے پڑنے لگتے ہیں اور وہ چلاتا ہے کہ سوائے جن و بشر کے سب سنتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ ان کا کوڑا اتنا بھاری ہوتا ہے جن و انس ملکر نہ اٹھا سکیں۔ پھر کہتے ہیں۔ تیرا نبی کون ہے۔ کہتا ہے۔ کہ میں نے لوگوں سے سنا تھا۔ کہ محمد ہیں۔ وہ کہتے ہیں تو تیرا کیا قول ہے۔ کہتا ہے میں تو نہیں جانتا۔ اس وقت اتنا پسینہ نکلتا ہے۔ کہ زمین نیچے کی بھیگ جاتی ہے اور نہایت بدبو ہوتی ہے۔ پھر اس کی قبر اسے دباتی ہے۔ ادھر کی پسلی ادھر ہو جاتی ہے۔ پھر سانپ اور بھینس دو زرخ کے اُسے کاٹا کرتے ہیں۔

بَابُ الْحَدِيثِ

اوراد

(۱) من اراد ان ينام على فراشه فنام على يمينه ثم قرأ قل هو الله احد مائة مرة فاذا كان يوم القيامة يقول له الرب تبارك و تعالیٰ يا عبدی ادخل على يمينك الجنة -

جو اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹے اور قل هو الله (کی سورہ) سو دفعہ پڑھے - توجب قیامت کا دن ہوگا - پروردگار تبارک و تعالیٰ فرمایگا اے میرے بندے تو اپنی دائیں طرف جنت میں داخل ہو - (ترمذی)

(۲) من اصبح منكم اليوم صائماً قال ابو بكر انا قال فمن نبح منكم اليوم جنازة قال ابو بكر انا قال فمن اطعم منكم اليوم مسكينا قال ابو بكر انا قال فمن عاد منكم اليوم مريضاً قال ابو بكر انا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اجتمعن في امراء الا ادخل الجنة

کون تم میں سے آج روزہ دار ہے ، ابو بکر نے کہا میں - آپ نے فرمایا آج کون جنازہ کیا تھ گیا ہے ، ابو بکر نے کہا میں - آپ نے فرمایا کس نے آج مسکین کھا نا کھلایا ہے ، ابو بکر نے کہا میں نے - آپ نے فرمایا کون آج مریض کی عیادت کو گیا تھا ، ابو بکر نے کہا میں - تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب کام ایک شخص میں جمع ہوتے ہیں - تو وہ عزور جنت میں جاتا ہے (مسلم)

(۳) اذا صطح احدكم على جنبه الا عين ثم قال اللهم اسلمت نفسي اليك ووجهي وجمي اليك والحيات ظمري اليك وفوضت امرى اليك لا اله الا انت اد من بكت بك وب رسولك فان

مات من لیلۃ حفل الحجۃ ۵

جب تم میں سے کوئی داہنی کروٹ پر لیٹ کر اللہ سے برسوا تک کہے اور
اسی رات کو مر جائے جنت میں جائیگا ۱۱ (ترمذی)

(۴) من صلی فی الیوم واللیلۃ اثنی عشرۃ رکعۃ قطعاً بنی اللہ لا
میتا فی الجنۃ ۱۲۔

جس نے دن اور رات میں بارہ رکعت سنتیں پڑھیں اللہ اس کے لئے جنت
میں ایک گھر بنائیگا۔ (احمد - مسلم - ابوداؤد - نسائی - ابن ماجہ - ترمذی)
(۵) من صلی اثنی عشرۃ رکعۃ بنی اللہ لا قصر فی الجنۃ من اللہ۔

جس نے چاشت ... کی بارہ رکعتیں پڑھیں اس کے لئے اللہ جنت میں
سونے کا ایک محل بنائیگا۔ (ترمذی - ابن ماجہ)

(۶) من قرأ الحمد اللہ خان فی لیلۃ جمعۃ اولیوم جمعۃ بنی اللہ لا یتا
فی الجنۃ

جو حمد کی رات یا جمعہ کے دن تم دفان پڑھیگا۔ اللہ اس کیلئے جنت میں ایک
گھر بنا دے گا۔ (طبرانی)

(۷) من بنی اللہ مسجداً بنی اللہ لا یتا فی الجنۃ ۱۳۔

جو اللہ کیلئے مسجد بنائیگا اللہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائیگا۔ (بخاری
مسلم - ترمذی - نسائی - ابن ماجہ - احمد - طبرانی - رافعی - ابن عساکر)

(۸) من احجج اذلی من المسجد بنی اللہ لا یتا فی الجنۃ۔

جو شخص مسجد سے کوڑا کرگٹ نکالے تو اللہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر
بنائیگا۔ (ابن ماجہ)

(۹) من صلی بین المغرب والعشاء عشرون براکعاً بنی اللہ لا یتا
فی الجنۃ +

جو شخص مغرب اور عشاء کے بیچ میں بیس رکعتیں پڑھے۔ اللہ اس کے لئے

جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (ابن ماجہ)

(۱۰) من قال حين يدخل السوق لا اله الا الله وحده لا شريك له له

الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير كله

وهو على كل شيء قدير كتب الله له الف الف حسنة وحي

عنه الف الف حسنة وبني له بيتاً في الجنة

جو شخص بازار میں گھومتے وقت لا اله الا الله سے قدیرو تک کہے اللہ اس کے

لئے ہزار ہزار نیکیاں (یعنی دس لاکھ) لکھیگا۔ اور ہزار ہزار برائیاں اس کی میٹھی مٹا دیں گی

اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا (ابن ماجہ)

(۱۱) من عادى يضا نادى مناداً من السماء طبت وطاب ممشاك و

تبات من الجنة۔

جو شخص بیمار کی عیادت کرے تو ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا

تو اچھلے۔ اور تیرا چلنا اچھا ہے۔ اور تو نے جنت میں ایک ٹھکانا پایا۔ (ابن ماجہ)

(۱۲) اذا مات ولد العبد قال الله لملائكته قبضتم ولد عبدى فيقولون

نعم فيقول قبضتم ثم قال فواذ به فيقولون نعم فيقول ما ذا قال

عبدى فيقولون حمدك واسترجع فيقول الله ابنو العبدى

يبتغون الجنة وسموه بيت الحمد۔

جب کسی بندہ کا لڑکا مرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے

میرے بندے کے لڑکے کو لے لیا۔ وہ کہتے ہیں ہاں۔ پھر اللہ عز و جل فرماتا

ہے۔ تم نے اس کے دل کے پھل کو لے لیا۔ وہ کہتے ہیں ہاں۔ پھر اللہ سبحانہ

فرماتا ہے۔ میرے بندے کیا کہا۔ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور انا اللہ وانا الیہ

راجعون۔ پڑھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے کے لئے جنت

میں ایک گھر بناؤ۔ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (ترمذی)

(۱۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا ذر عيم بيت من فضل الجنة

لمن ترك المرأه وان كان محقا وبیت فی وسط الجنة لمن ترك الكذب
وان كان فاذها وبیت فی اعلى الجنة لمن حسن خلقه -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جہنم میں - جنت کے کنارے
ایک گھر کا جو اس شخص کے لئے جو جھگڑا چھوڑ دے - اگرچہ حق پر ہو - اور ایک گھر
کا بیچ جنت میں جو جھوٹ کو چھوڑ دے - اگرچہ ہنسی مزاق سے ہو - اور ایک
گھر کا بلندی میں جنت میں اس شخص کے لئے جو خوش خلقی کرے - (ابوداؤد)
(۱۴) ان فی الجنة غر فابری ظاہرہا اعلاھا اللہ تعالیٰ لمن اطعم الطعام
والان الکلام وتالیم الصیام وصلى باللیل والناس منیام

جنت میں جھرو کئے ہیں - جن کی پشتیں اندر سے دکھائی دیتی ہیں - اور باطن
باہر سے دکھائی دیتے ہیں - اللہ عزوجل نے انکو اس کے لئے تیار کیا ہے -
جو کھانا کھلائے نرمی سے بات کرے اور اکثر روزے رکھے - اور رات کو جب
لوگ سوتے ہوں نماز (تہجد) پڑھے (احمد - ابن حبان - بیہقی - ترمذی)

(۱۵) دخلت الجنة فمر ایت فیہا جنابا من اللؤلؤ تراہما المسک فقلت

لمن هذا یا جبریل قال المؤمنین کالاعنة من امتیک یا محمد -

میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں موتی کے گیند جن کی مٹی مشک
کی تھی دیکھے - میں نے کہا اے جبریل یہ کس کے لئے ہیں؟ انہوں نے کہا
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی امت کے مؤدّتوں اور اماموں کے لئے (ابوعلی)

(۱۶) ان الرجل لترفع درجته فی الجنة فیقول انی هذا فیقال

باستغفار دلک لک -

آدمی کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہے - وہ کہتا ہے میرا درجہ کیسے بلند ہو گیا - اسکو
جواب دیا جاتا ہے کہ تیرے بیٹے کی دعا کے سبب سے " (احمد - ابن ماجہ - بیہقی)

۱۷ من صلی علی واحدہ صلی اللہ علیہ عشر صلوات وحظت

عنه عشر حظیات ودفعت له عشر درجات -

جو کوئی میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے گناہ معاف اور دس درجے بلند ہوں گے۔ (بخاری)

(۱۸) اِنْ اَحَدًا تَوَضَّأَ فَحَسَنَ الوُضُوْءُ ثَمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَضُ اِلَّا الصَّلَاةَ لَمْ يَحْطِ خَطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهٖ بِهَا دَرَجَةً وَخَلَّ بِهَا دَرَجَةً وَخَطَّ عَنْهَا بِهَا خَطَّ بَيْتَةٍ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ -

ایک تم میں کاجب وضو کرتا ہے۔ پھر مسجد کو آتا ہے۔ کہ نہیں اٹھاتی اس کو گناہ نماز۔ تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے بلند کرتا ہے ایک درجہ اور معاف کرتا ہے اس کا ایک گناہ یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل نہیں ہوتا ہے (بخاری مسلم - ابوالوداؤد - ابن ماجہ)

(۱۹) عَلَیْكَ ذِکْرُ الْمَسْجِدِ لِلّٰهِ فَانْکُ لَا تَسْجُدَ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعْتَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَخَطَّ عَنْهَا خَطَّ بَيْتَةٍ -

”تو سجدہ بہت کیا کر اس واسطے کہ ہر ایک سجدہ سے اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا۔ اور تیرا ایک گناہ معاف کرے گا“ (احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

(۲۰) اِنَّ الْعَبْدَ لَيُكَلِّمُ بِالْکَلِمَةِ مَنْ رَضِيَ عَنْهُ اللّٰهُ لَا یَلْقٰی لَهَا اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ -

جو شخص اللہ کی مرضی کے موافق بلا قہ مد کوئی کلمہ کہے اللہ اس کے درجے بڑھاتا ہے۔ (بخاری)

(۲۱) مَنْ قَالَ اِذَا صَبَحَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَرُوحُ الرَّسُوْلِ مِنْ حَسَنَاتٍ قَدِیْرٍ - قَالَ لَهُ اَعْدَلَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ سَمُوْعِلَ وَکَتَبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ سِیِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكَانَ فِی حِزْبٍ مِنَ الشَّیْطَانِ حَتّٰى یَمِیْسَ وَانْ قَالَهَا اِذَا اَمْسَى کَانَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِکَ حَتّٰى تَصْبِحَ -

”جو شخص صبح کی وقت لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ سے قید ہو تک کہے۔ تو اس کو ایک غلام آزاد

کرنے کا جو اسمعیل کی اولاد سے ہو۔ ثواب ہوگا۔ اور اس کے لئے دس نیکیاں
 لکھی جائیں گی۔ اور اس کی دس برائیاں معاف ہونگی اور اس کے دس درجے بلند
 ہوں گے۔ اور شام تک شیطان کے شر سے محفوظ رہیگا۔ اور اگر شام کو یہ کہے
 تو صبح تک یہی حال ہوگا۔ (ابوداؤد)

بَابُ الْفَقْدِ

نماز توڑنا کھالتوں میں جائز ہے

(۱) نماز پڑھنے میں ریل چل ہوے۔ اور اس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہو۔ یا بال بچے
 سوار ہوں۔ تو نماز توڑ کے بیٹھ جانا درست ہے۔ (صحیح بخاری و مختار)

(۲) سامنے سانپ آجائے تو اس کے ڈر سے نماز توڑ دینا درست ہے۔ (صحیح بخاری و مختار)

(۳) رات کو مرغی کھلی رہ گئی ہو۔ اور بلی اس کے پاس آجائے۔ تو اس کے خوف سے
 نماز توڑ دینا درست ہے۔ (صحیح بخاری و مختار)

(۴) نماز پڑھتے وقت اگر جوتی کوئی اٹھالے۔ اور اندیشہ ہو۔ کہ اگر نماز نہ توڑی گئی۔
 تو وہ جوتی لیکر بھاگ جائیگا۔ تو ایسی حالت میں نیت توڑ دینا درست ہے۔ (صحیح بخاری و مختار)

(۵) اگر نماز پڑھنے میں ہانڈی ابلنے لگے۔ جس کی لاگت تین چار آنے ہو، تو نماز توڑ
 کر اس کو درست کر دینا جائز ہے۔ (صحیح بخاری و مختار)

(۶) اگر نماز میں پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو۔ تو نماز توڑ دے۔ اور فراغت کے
 بعد پھر ادا کرے۔ (صحیح بخاری و مختار)

(۷) اگر کوئی اندھا جا رہا ہو۔ اور آگے کٹواں ہو اس کے اس میں گر پڑنے کا اندیشہ
 ہو۔ تو اس کی حفاظت کے لئے نماز کو توڑ دینا فرض ہے۔ اگر نماز نہیں توڑی اور
 وہ گر کر مر جائے۔ تو گنہگار ہوگا۔ (صحیح بخاری و مختار)

(۸) اگر کسی بچہ وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ جائے۔ اور اس کے جل جانیکا اندیشہ

ہو تو نماز توڑ دینا فرض ہے۔ (درمختار)

(۹) ماں باپ، دادا، دادی، کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں، تو نماز کو توڑ دینا واجب ہے۔ مثلاً کسی ماں یا باپ بیمار ہے۔ اور وہ رفع حاجت وغیرہ کی ضرورت سے جائے۔ اور اس کے آتے جاتے وقت پاؤں پھیل جائے۔ اور گر پڑے۔ تو نماز توڑ کر اسے اٹھالے۔ اور اگر کوئی دوسرا اٹھایا ہوا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے (درمختار)۔
(۱۰) اور اگر بھی گرا نہیں۔ لیکن گرنے کا خوف ہے۔ اور اس نے اسے پکارا ہے۔ تو بھی نماز توڑ دے۔ (درمختار)

(۱۱) اور اگر کسی ایسی ضرورت کے لئے نہیں پکارا تو نہ پکارا ہے۔ تو نماز کا توڑ دینا درست نہیں، (درمختار)

(۱۲) اور اگر نفل یا سنت پڑھنی ہو۔ اس وقت ماں باپ دادا دادی، نانا نانی پکاریں، لیکن انہیں معلوم نہیں، کہ وہ نماز پڑھتا ہے۔ تو ایسے وقت بھی نماز توڑ کر ان کا جواب دینا واجب ہے۔ چاہے بے ضرورت ہی پکاریں مومن کا حکم ایک ہے۔ اگر نماز توڑ کے نہ بولے، تو گناہ ہوگا، اگر وہ جانتے ہوں۔ کہ وہ نماز پڑھتا ہے۔ پھر پکاریں تو نماز نہ توڑے۔ لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور اگر کسی تکلیف کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ دے (درمختار) هل یستوی الذین والذین لا یعلمون ۝

ارشاد خداوندی ہے۔ جو جانتے ہیں احکام کو اور جو نہیں جانتے ہیں احکام کو یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے انسان کبھی بسبب بے صبری اپنے آپ کو مخلص فی العبادت سمجھتا حالانکہ شریعت میں محظی ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص نماز پڑھتا ہو اور کسی کو دیا میں ڈوبتا ہوا دیکھے۔ ایسی حالت میں نماز توڑنا خطا ہے۔ لہذا چند مسائل ذکر کئے گئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کس حالت میں نماز کا توڑنا انسب اور بہتر ہے۔ (ماخوذ)

شکست جواہر

از طغونات حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چارغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(مرتبہ مولانا محب اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

توبہ کے اقسام

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا کمال الدین مولانا بدایین اوراد و عزیزہ حاضر خدمت تھے۔ توبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش سب سے عمدہ اور افضل توبہ اس وقت بھی جاتی ہے۔ کہ جب کہ توبہ کرینو الا جس کام سے توبہ کرے پھر اس کے گرد نہ چٹکے۔ اگر اس قسم کی توبہ نہ کرے تو وہ توبہ نہیں ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ راہ سلوک میں توبہ اس وقت درست ہوتی ہے۔ کہ تائب اگر مٹی کو چھوئے تو سونا ہو جائے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ جب شیخ اسلام خواجہ فضیل ابن عیاض قدس اللہ سرہ توبہ کی تورانی میں جن لوگوں کا مال لوٹا تھا۔ بعض کو مال واپس دیا۔ اور بعض سے معافی مانگی بن سے ایک یہودی بھی تھا جو کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا۔ آپ اس سے معافی مانگتے۔ یہودی نے کہا اگر پاؤں تلے کی مٹی مٹھی بھر لے کر اسے سونا بنا دے تو میں تجھ سے راضی ہو جاؤں گا۔ خواجہ صاحب نے فوراً پاؤں تلے سے مٹی نکال اسے دیدی جو فوراً سونا بن گئی۔ یہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گیا۔ اور کہا فی الواقع تائب وہی ہوتا ہے۔ جس کے ہاتھ تلے سے مٹی بھی سونا ہو جائے۔ بعد ازاں اسی موقعہ پر مناسب فرمایا کہ اے درویش میں نے سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا کہ توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے۔ توبہ زبان، توبہ چشم، توبہ گوشہ، توبہ دست، توبہ پاؤں، توبہ نفس۔ پھر فرمایا زبان کی توبہ کا یہ مطلب ہے۔ کہ زبان تمام ناشائستہ باتوں سے دور رکھے یہودہ گفتگو نہ کرے۔ اور جوبات نہ کہے۔

کے لائق ہو۔ اسے زبان سے نہ نکالے۔ نیز تارہ وضو کر کے دو گانہ شکر ادا کرے۔ اور قبلہ منہ کر کے بارگاہِ اہلبی میں عرض کرے۔ کہ پروردگار زبان کو برا کہنے سے توبہ بخایت کراؤ اپنے ذکر کے سوا دوسری باتیں اس سے دُور کر بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والدین قدس سرہ العزیز کے رسالے میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب صبح صادق ہوتی ہے۔ تو ساتوں اعضاء زبان حال سے زبان کے روبرو فریاد کرتے۔ اے زبان اگر تو زبان اپنے تئیں محفوظ رکھیگی۔ تو ہم سلامت رہیں گے۔ اگر اپنے تئیں نہ سمجھیگی۔ ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام خواجہ عثمان مارونی قدس سرہ العزیز اپنے رسالے میں لکھتے ہیں۔ کہ انسان کے سرائیک اعضاء میں شہوت اور حرص ہے۔ جو آدمی کے لئے حجاب کا سبب ہوتے ہیں۔ جب تک ان شہوتوں اور حرصوں سے توبہ نہیں کرتا۔ اعضاء کو پاک نہیں کرتا۔ وہ ہرگز ہرگز کسی مقام تک نہیں پہنچتا۔ وہ اعضاء یہ نہیں۔ اولیٰ آنکھ جس میں بینائی کی شہوت ہے۔ دوسرے ہاتھ جس میں چیز چھونے کی خاصیت ہے۔ تیسرے کان جن میں سننے کی خاصیت ہے۔ چوتھے ناک جس میں سونچنے کی صفت ہے۔ چوتھے حلق جس کی چکھنے کی صفت ہے۔ چھٹی زبان جس میں کہنے کی صفت ہے۔ ساتویں بدن جس چھونے کی صفت ہے۔ آٹھویں ہوش و عقل جس میں نیک و بد کی تمیز کی صفت سمجھی گئی ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ توبہ وہی اچھی ہے۔ جو مدت سے پہلے کی جائے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عجل یا الصلوٰۃ قبل الفوت۔ وعجلو بالتوبۃ قبل الموت۔ یعنی نماز فوت ہونے سے پہلے ادا کرو اور مرنے سے پہلے توبہ کے لئے جلدی کرو۔ بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ انسان کو چاہیے۔ کہ آج کو غنیمت سمجھے۔ واللہ اعلم۔ کل اس قدر فرصت ملے یا نہ ملے۔ چنانچہ شیخ اسلام خواجہ قطب الدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

اہل اہم و بکارے کن کہ فرودار سنگارائی
 چو عقیقی راہ بنماید در انصاف بکشاید
 ببار از دید گاہ باران چوستی از گنہگار
 گنہ نام ز پیوستہ دلم در گمرسی رفت
 تو در صفت گنہ کاران بمانی عاجز و حیران
 چو گردی شاہ تر کشان لصد قعر صد سبل
 جب خواجہ صاحب ان فضائل کو ختم کر چکے تو حجرے میں یاد آتی میں مشغول
 ہو گئے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے گئے۔ الحمد للہ علی الخ الخ

تحقیق المسائل

(بمسلا اشاعت گذشتہ)

جمعہ کے ترک میں بہت وعید آئے ہیں۔ بیان میں اس کے بہت طول
 ہوگا۔ مکتب حدیث میں وعید ترک جمعہ موجود ہے۔ اور رسالہ تذکرۃ الجمعہ میں مولوی
 عبدالسلام نے بھی نقل کیا ہے۔ اور عل صحاہ بنی سے اور بعض روایت فقہیہ سے
 دیہات کا جمعہ صحیح ٹھہرتا ہے۔ اور حسب تحقیق مابین یہ امر ظاہر ہے۔ کہ شرائط
 جمعہ میں بہت خلاف مجتہدین ہے۔ پس جس مذہب پر جمعہ دیہات میں صحیح ہے
 اس مذہب پر تارک جمعہ مستحق وعید سخت کا ہوگا۔ اور جس مذہب میں جمعہ دیہات
 میں درست نہیں ہے۔ اس مذہب پر بھی جمعہ پڑھنے میں کوئی وعید سخت کا خوف
 نہیں ہے۔ اسی حال میں احتیاط بھی ہے۔ کہ دیہات میں جمعہ ضرور پڑھے جس
 میں حسب مذہب صحت جمعہ دیہات کے خوف وعید سے فرصت ہو جائے۔ اور
 ساتھ پڑھنے جمعہ کے آخر ظہر بھی پڑھے۔ جس میں عہدہ فرض سے یقینی خلاصی ہو
 الحاصل:- میں نے جو اس قدر تطویل کلام کیا اور مذہب حنفی پر جمعہ دیہات
 صغیرہ نا درست ٹھہرایا۔ اس کا اصل منشاء ہے کہ اس زمانہ کے بعض علماء اکثر

مسائل میں مذہب حنفی کو خلاف حدیث ٹھہراتے ہیں۔ اور کتب فقہ حنفیہ متذکرہ کو اصواب بتلاتے ہیں۔ لہذا میں نے تقویت کتب فقہ کی بنیاد مذہب حنفی کے کیا تاکہ شبہ خلاف صواب ہو نہ سکا۔ کسی کے خاطر میں نہیں آیا۔ لیکن حق اور انصاف واسطے عمل کے اور احتیاط اور تقویٰ اس میں ہے کہ ہر کوئی نماز جمعہ کا پابند رہے۔ اور ہر جگہ میں نماز جمعہ اور آخر ظہر پڑھا کرے پس خلاصہ تحقیق یہاں عمل احتیاط یہ ٹھہرا کہ نہ نظر اس لئے فرض ذمہ کے احوط یہ ہے کہ یہاں تک جہاں نماز جمعہ کو کافی نہیں سمجھے بلکہ آخر ظہر کو بھی پڑھے۔ اور بنظر خلاصہ وعید ترک جمعہ کے احوط یہ ہے۔ کہ ہر جگہ نماز جمعہ کی پڑھا کرے۔ (کہ اس میں امید مقبولیت و خوشنودی اللہ تعالیٰ کی ہے) اور ترک جمعہ میں بہن انکاری خلاف احتیاط اور خلاف تقویٰ کے ہے۔ اور آخر ظہر کا پڑھنا ہر مقام میں پسند ہے۔ الا اس مقام میں کہ جملہ شرائط بلا خلاف پائی جائیں۔ اور ساتھ اس کے ایک ہی جگہ جمعہ ہوتا ہو۔ وہاں آخر ظہر کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ آخر ظہر کا پڑھنا صرف ہو جائے۔ نہیں معمول ہوتا ہے۔ کہ وجود شرائط مندرجہ کتب فقہ میں شک اور اختلاف پایا گیا۔ بلکہ زیادہ تر وجہ آخر ظہر پڑھنے کی یہ ہے۔ کہ امام صاحب سے تعدد جمعہ کا ناجائز ہونا منقول اور مروی ہے۔ اس تقدیر پر بصورت تعدد نماز صحیح ہوگی۔ جو سب سے پہلے پڑھی گئی ہے۔ اور بقیہ مسجد میں جو جمعہ پڑھا گیا۔ بروایت مذکور ناجائز ہوا۔ اور یہ معلوم ہونا بہت مشکل ہے۔ کہ کس مسجد میں نماز پہلے ہوئی۔ پس جب جمعہ چند جگہ پڑھا گیا۔ اس روایت پر باوصف پائے جانے شرائط کے بھی صحت جمعہ کا ہوا۔ لہذا معمول اس نماز (آخر ظہر) کا اس زمانہ سے چلا آتا ہے کہ جب حاضری سلطان یا نائب سلطان کی بھی ہوتی تھی۔ اور تنفیذ احکام اور حدود شرعی کا بخوبی تھا۔ چنانچہ حضرت مخدومی و جدی مخدوم الملک شیخ شرف الحق والملة والدین بہاری قدس سرہ نے اپنے ملفوظ راحت لفظوں میں جس کے جامعہ حضرت زین بدر عربی قدس سرہ میں۔ یہ فرمایا۔ کہ بہتر یہی ہے

کہ چار رکعت آخر ظہر پڑھے۔ حالانکہ حضرت مخدوم الملک کے زمانہ میں جہاں شرائط
بلا خلاف موجود تھیں۔ بہر کیف تحقیق اس زمانہ کی یہ ہے کہ بہر کیف تحقیق اس نماز
کی یہ ہے کہ جہاں شرائط جمع کی پائی جائیں۔ وہاں بجز سب معفی یہ آخر ظہر پڑھنا
ضروری اور لازم نہیں ہے۔ کیونکہ بجز سب مختار و معفی بہ تعدد و جمع کا جائز ہے
مگر جہاں شرائط جمع میں اختلاف یا غریب احوط پر عمل کرنا اور یہ منوط ہے کہ عہدہ
فرض ہے بالیقین خلاصی ہو وہاں یا وصف پائے جانے شرائط کے بھی آخر
ظہر پڑھنا ضرور ہے۔ جیسا کہ جانت پڑھنے آخر ظہر کی عالمگیری اور فتح القہر
اور در مختار اور طحاوی و جامع الرموز و مائتہ شامیہ و چلبی وغیرہ لیساکر تلب معتبرہ
متداولہ میں موجود ہے۔ قال فی شرح سفر السعاده۔ گفتہ اند کہ اگر دو رکعت اخیر

ایں چار رکعت (یعنی آخر ظہر ۲۷ ش) بعد از فاتحہ مؤذن بخواند یہ نیت رقیہ و استعاذہ تہ بہ

نیت قرأت و ضم سورہ درود رکعت اخیر ضررے ندارد و در حدیث آندہ است کہ آنحضرت

صلعم درود رکعت اخیر فرضی راجع سورہ قصیر میخواند و بقول مختار نزد حنفیہ تا خواندن

آن واجب نیست کہ بخواند آن سجدہ سہو واجب گردد و اختلاف کہ طحاوی در کیفیت

نیت این نماز گفتہ اند کہ گوید فریضہ آخر ظہر اللهم الله علی فی الحاق مہتی۔ و بعضے گفتہ اند

اینچنین نیت کنند آخر فرض ادراکت و قنہ و لا یلوی بعد و طابرازا اطلاق عبارت

فقہا آہست کہ با احتیاج باین تقیدات نیست بلکہ نیت صلوٰۃ ظہر وقت کنند چنانچہ در سایر

ایام میکنند چہ اگر جمع صحیح نیست پس فی فرض باقی است۔ یقین والا تطوع یہ نیت

فرض صحیح است۔ انتہی اور نسبت ضم سورہ کے جو بزرگ مسبوق الذکر نے تقریر کی ہے

اس کے جواب میں اسقدر کافی ہے کہ چاروں رکعتوں میں ضم سورہ ہوگا۔

اور رکعتیں اخیرین کے ضم سورہ سے نماز ظہر میں کوئی نقصان نہیں آدینگا۔ کیونکہ

فرض رباعی میں مصلی کو اختیار ہے کہ رکعتیں اخیرین میں سکوت کرے یا تسبیح

و دعا پڑھے یا سورہ فاتحہ خواہ کوئی دوسری سورہ پڑھے۔ بہر حال میں نماز اسکی

ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ صراحت اس کی شرح سفر السعادت اور طحاوی اور

شامیہ اور چلی وغیرہ کتب فقہ میں لکھی ہے۔ اور آخر ظہر کی نیت میں بھی اختلاف ہے اکثر کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ یوں نیت کرے۔ کہ آخر ظہر ہم پڑھتے ہیں جس کا وقت ہم نے پایا اور ہنوز ادا نہیں کیا ہے۔ مگر حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے شرح سفر السعادت میں بعد نقل اختلاف کے یہ لکھا ہے۔ کہ اس تقیّدات کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ نیت ظہر کے وقت کی کافی ہے۔ لیکن جو طریقہ نیت کا اور مذکور چھ نیت کا دوسرا ایک فائدہ ہے۔ کہ اس کے ذمہ اگر قضاء ہو جو اس کو یاد نہیں ہے۔ تو یہ نماز بصورت چھ جہد کے قضاء فائزہ نہیں ہو سکتی پس بخلاف نیت آخر ظہر پڑھنا اخطا اور مختار و مللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اور جو لوگ مصر میں موجود ہیں مقیم ہوں۔ یا مسافر معذروں یا غیر معذروں سب کے واسطے یہی حکم ہے۔ کہ جہد کے دن ظہر کو جماعت کیساتھ نہیں پڑھیں۔ خواہ قبل جماعت جہد کے ظہر پڑھیں۔ یا بعد نماز جہد کے دونوں حالتیں ظہر کو فردائے پڑھیں۔ مگر دیہات کے رہنے والے جن پر جہد واجب نہیں ہے۔ یا دورہ لوگ جنکا مکان اس مسجد سے دور ہے۔ جہاں جماعت جہد کی ہوتی ہے۔ اور وہ لوگ جو بعد مکان کے جہد کی شرکت سے مجبور ہیں۔ ان لوگ کو ظہر کی جماعت پڑھیں مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر ظہر کی قضاء ہو تو اس کی جماعت میں بھی مضائقہ نہیں ہے۔ اس دن کی ظہر مصر کے موجودین کو جماعت کیساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔ مگر اس قدر تفصیل ہے۔ کہ قبل جہد کے جماعت ظہر کی پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور جن لوگ کا جہد فوت ہو گیا ہو ان کو بعد جہد کے جماعت ظہر کی مکروہ تنزیہی ہے۔ بشرطیکہ قصد نماز جہد کو نہیں چھوڑا ہو۔ کیونکہ وجہ کراہیت کی یہ ہے۔ کہ اگر معذورین یا غیر معذورین جماعت ظہر کی پڑھیں گے۔ تعذیل جماعت جہد کی ہوگی پس قبل جہد کے پڑھنے میں غیر معذورین بھی۔ اجازت جہد کے اقتداء معذورین کی کر لیں گے۔ لہذا قبل جہد کے مکروہ تحریمی ہے۔ اور جہد جب بلا قصد فوت کے فوت ہوا۔ کراہیت تحریمی نہیں ہوگی مگر حکم کراہیت تنزیہی کا دیا جائیگا۔ ماکا اہتمام اور تاکثیر جماعت جہد کی رہے۔ قال فی الدال المختار۔ ذکرہ تحریر المعذورین و مسافر ادا ظہر جماعت فی مصر

قبل الجماعة وبعدہ - وتقليل الجماعة وصورة للمعارضة واذا دان المساجد تعلق يوم الجمعة
 الا لجامعه وكذا اهل مصر فانهم اجمعوا انهم يصلون الظهر لغير اذان ولا اقامة ولا جماعة
 انتهى - وقال في حاشيته الشامية (قوله تحريما) ذكر في البحر ان طاهر كلامهم قلت بل صرح به
 القسستاني (قوله اداء الظهر بجماعة) مفهوما ان القضاء بالجماعة غير مكروه وفي البحر وقيد بانهم
 لان في فركه باس ان يصلوا جماعة (قوله في مصر) بخلاف القرني لانه لا جماعة عليهم مكان لندا
 ليوم في حقيقه كغيره من الايام شرح المئنة وفي المعارج عن المجتبى من لا يجب عليهم الجمعة بعد
 الموضع صلوا الظهر بجماعة (قوله تقليل الجماعة) لان المعذور قد قصدى به غيره فيؤدي الى تركه
 بحر وكذا اذا علم ان يصل بجماعة بما يشتر كما يصل مع ما فهم (قوله وصورت المعارضة) لان
 شعاير المسلمين في هذا اليوم صلوة الجمعة وقصد المعارضة لهم يؤدي الى امر عظيم فكان صورتهما
 المحرم رمى (قوله في مصر) الظاهر ان الكراهية بنيتا من جهة بعد التقليل والمعارضة المذكورتين
 وبوده ما في قسستاني عن المعصرت يصلون واحدا لا يستحبان انتبه - والله اعلم بالصواب
 اور حسب اختيار فقها نماز ظہر واجبہ کا یہ نسبت ایام گرام کے حکم واحد ہے۔ کہ شدت گرام
 میں ٹھنڈے وقت پڑھنا چاہیے۔ اور ایام سرا میں اول وقت پڑھنا چاہیے۔ مگر مقدم
 تفصیل ہے کہ نسبت تاخیر جمعہ ایام گرام کے قیل وقال واختلاف ہے۔ کہ نسبت نماز
 نماز ظہر کے وہ نہیں ہے۔ تاہم حسب روایت متون کے حکم نماز جمعہ اور ظہر کا اس
 مادہ میں واحد مگر بہت سے فقہاء اور اہل حدیث کے نزدیک گرمی میں بھی جمعہ کا
 اول وقت پڑھنا مسنون ہے۔ اور جب اول وقت پڑھنا اتفاق تب قبول کرنا
 بعد نماز جمعہ کے کچھ مضائقہ نہیں ہے مگر واضح ہو کہ جمعہ کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا جو کھانا گیا۔
 اس میں دو امر کا لحاظ کرنا ضرور ہے۔ اول یہ کہ اتنی دیر نہ ہو کہ سایہ رشتے کا ایک مثل
 یعنی برابر اس کے ہو جائے۔ و دوسرے یہ کہ تاخیر کرنے میں حاضرین جمعہ کو اور اجماع
 جماعت میں حرج نہیں ہو۔ ورنہ یصورت حرج کے فقہاء کے نزدیک تاخیر کرنا
 بہتر نہیں ہے۔ قال فی مشکوٰۃ المصابیح فی باب الخلیۃ والصلوۃ - الفصل اول
 عن ابن النبی صلعم کان یصلی الجمعة حین یصل الشمس رواہ البخاری وعن سهل بن سعد

قال ما نقیل ولا ننتذی الا بعد الجمعة متفق علیہ وعن انس قال کان النبی صلعم اذا
اشتمد البر وکبر بالصلوة واذا اشتد الحرابه بالصلوة یعنی الجمعه رواد البخاری وقال فی
در المختار تاخیر ظهر الصیف یحیث یشی فی الظل مطلقا کذا فی المجموع وغیرہ ای بلا اشتراط
ذلک اشتراط فیہ وجد کظہر اصلا واسجایا فی زمانین لاسنہا حلفا ینتہی ۔

اور خطبہ جمعہ کے اندر میرے زبوں پر چڑھایا اترنا یا راست خواہ چپ التفات کرنا۔
نہیں چاہئے ۔ حاشیہ شامیہ میں اس کو بدعت کہہا ہے ۔ اور فارسی یا اردو میں
خطبہ پڑھنا یا اشعار اور دو خواہ فارسی خطبہ میں ضم کرنا بھی نہیں چاہئے ۔ کیونکہ
ہر چند امام صاحب کے مذہب پر زبان غیر عربی میں تکبیر تحریمہ کی کہنا ۔ اور خطبہ
پڑھنا اور نماز میں قنوت کرنا جائز ہے ۔ اور جب خطبہ عربی میں کھینچ پڑھا گیا ہو
اشعار نصیحت آمیز دوسری زبان میں پڑھنے کا اتفاق ہو ۔ تو خطبہ جائز ہوگا ۔ مگر
صاحبین کے مذہب پر جب تک امام اور خطیب عربی پڑھنے سے عاجز نہیں تب
فارسی یا کسی زبان غیر عربی میں خطبہ پڑھنا ۔ یا تکبیر تحریمہ کی کہنا یا نماز میں قنوت کرنا
جائز نہیں ہے ۔ در خصوص قنوت نماز کے امام صاحب کا رجوع کرنا طوف مذہب
اور قول صاحبین کے ثابت ہے ۔ پس اگرچہ مختار اور معتد ہونے قول اور مذہب
امام صاحب کے جوازیں اس کے گفتگو نہیں ہے ۔ مگر جب خلاف میں کے
مذہب صاحبین کا مذکور ہے ۔ تب تا مقدور خلاف سے بچنا اور احتیاط کرنا پڑ
منور ہے ۔ خصوص صاحبین حال میں رجوع فرمانا امام صاحب کا بطرف قول صاحبین
کے در خصوص قنوت نماز کے مسطور ہے ۔ علاوہ اس کے شعر خوانی کی اجازت
میں اکثر خطیب غیر محتاط و تنقی اور سرود کا طور کریں گے ۔ جب مولد شریف وغیرہ میں
ہوتا ہے ۔ اور اشعار مندرج ہو جیسے اکثر خطیب بے علم نے بادشاہوں کا کریم
بھی عیدین کے خطبہ میں داخل کر دیا ہے ۔ چنانچہ ایک دفعہ فقیر کے خطبہ میں اتنی
افتداد کا ساتھ ایسے خطیب کے ہوا ہے ۔ کہ اس نے کرسی نامہ سلاطین تیموریہ
کا پڑھا تھا ۔ اس وقت میرے ساتھ ایک ہندک ہمدردین ظریف الطبع تھے ہندوں

نے بعد فراغت کے بے ساختہ یہ شعر پڑھا۔ ۵

رفعت کلنتہ حضرتہ بعد از ان : اے خطیب بوالہوس میں ہم تجوں
ایسے حالتیں اشعار پڑھنے کی اجازت دینا قرن مصلحت نہیں ہے۔ مگر عیدین
کے خطبہ میں اگر ترجمہ اس قدر عبارت کا بیان کیا جائے جس میں ذکر صدقہ فطر و
قرانی و تکبیر تشریف وغیرہ کا ہے۔ یا جمعہ کے خطبہ میں بضرورت تعلیم عوام کے بیان
احکام نماز جمعہ کا کیا جائے۔ تو مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ کتب فقہ میں خطبہ کے
اندر تعلیم احکام عیدین وغیرہ کو مستحب لکھا ہے۔ (سند و تحقیق ان سب عبارات
کی کتب فقہ متداولہ حاشیہ شامیہ و ہدایہ و فتح القدیر و در مختار و طحاوی و جامع الکر
و چلی حاشیہ شرح وقایہ و دستور القضاۃ و بحر الرائق میں موجود ہے۔ جس کا جی چاہے
ان سب کتب میں دیکھ لیں۔ بخوف طوالت نقل نہیں کیا جاتی ہے) اور دعا کرنا بایں
دونوں خطبہ کے جلسہ کے وقت جو معمول ہے۔ دعا کرنا اگر دل میں ہو بغیر حرکت زبان
کے تب کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ بلکہ ابتدا خطبہ سے نماز کے فراغ تک دعا مانگنا مروج
الاجابت ہے۔ مگر دعا جو درمیان دو خطبہ کے (یا تحۃ اٹھا کر و بکرت زبان) دو وقت جلسہ
معمول ہے۔ اور سنت پڑھنا قبل تمام ہونے خطبہ کے جو رواج ہو گیا ہے۔ مکروہ تحریمی
بلکہ حرام ہے۔ کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا ایسا معمول نہیں تھا۔ اور صحابہؓ اور مجتہدینؒ نے
منع بالاتفاق ثابت ہے۔ یعنی شروع خطبہ سے تمام ہونے خطبہ تک صحابہؓ مکروہ
رکھتے تھے۔ نماز کو اور کلام کو اور فقہاء اور مجتہدین محققین نے عموماً نماز اور ہر قسم کے
کلام کو بعد شروع خطبہ کے ناجائز ٹھہرایا ہے۔ (لہذا) دونوں خطبہ کے بیچ میں
یا تحۃ اٹھانے کے دعا مانگنا درست نہیں۔ اگر کوئی بدو یا تحۃ اٹھائے اور بدو بان
زبان پلائے و لیں دعا مانگے۔ تو مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ بحر الرائق اور فتح الباری میں
مصرح ہے۔ ایسے حال میں احتیاطاً ضرور ہے۔ کہ ہر شخص ابتدائے خروج امام کو
فارغ ہونے نماز تک صلوٰۃ اور سلام اور دعا اور درود اور کلام کسی طرح کا نہیں
کرے۔ بلکہ راکت رہے۔ اور خطبہ سنے۔ مگر اگر سنت جمعہ کی پیشتر سے شروع

کر چکا ہے۔ اس بھی بقرت خفیف پوری کر لے۔ اور صاحب ترتیب ہے۔ اور نماز اس کی قضا ہو گئی ہے۔ اپنی نماز کو قضا کر لے۔ کہ حکم قضا پڑھنے صاحب ترتیب کے مستثنیٰ ہے۔ حکم کراہیت مذکورہ نماز سے اور خطبہ کے اندر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے۔ اس وقت بھی درود زبان سے نہیں پڑھے۔ مگر دل میں پڑھے اور جتنی چیز حرام ہوتی ہے نماز کے اندر وہ سب چیز خطبہ کے اندر بھی حرام ہوتی ہے اور اس حکم میں کچھ فرق نہیں ہے۔ درمیان امام اور مقتدی کے مگر اس قدر کے امام امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ یعنی اگر ضرورت دیکھے تو کوئی حکم شرعی کو اتنا بے خطبہ میں حاضرین کے طرف متوجہ ہو کر بیان کرے۔ کہ یہ امر طحاوی میں حضرت عمرؓ سے منقول ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب والحق والصديق والصواب) (فقط)

مرزا صاحب قادیانی کی وحی عبرانی

(از بابو حبیب اللہ صاحب کلکوت دفتر تہرہ ام لٹر کے قلم سے)

(۱) کتاب برائین احمدیہ کے ص ۱۳۵ کے حاشیہ پر ہے۔ ایل ایل ماسقینی ایل آؤس اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ آخری فقرہ اس الہام کا یعنی ایل آؤس۔ یا عث سرعت و رود مشتبہ رہا ہے۔ اور نہ اس کے کچھ معنی سکھے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۲) کتاب البشری جلد اول کے صفحہ ۱۵ پر ہے۔

پریشن۔ ٹمبراٹوس۔ باپلاٹوس۔

نوٹ :- آخری لفظ پڑٹوس ہے۔ باپلاٹوس ہے۔ یا عث سرعت الہام دریا نہیں ہوا۔ اور نمبر ۲ میں عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ برٹوس اور پریشن کے ملنے دریافت کرنے ہیں۔ کہ کیا ہیں۔ اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔

(از مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۸ تا ۶۹ نزول الہام ہفتہ نختہ ۱۳ دسمبر ۱۳۳۳ء)

(۳۳) اخبار الفضل مؤرخہ ۲۹ فروری ۱۹۷۲ء کے صفحہ ۱۰ اور اخبار الفضل مؤرخہ ۲۵ فروری ۱۹۷۲ء کے صفحہ ۶ پر ہے۔

”سوال - مرزا صاحب کو کس کس زبان میں الہام ہوئے۔
جواب - انگریزی - عربی - فارسی - عبرانی - اردو سنسکرت
زبانوں میں الہام ہوئے۔“

(۳۴) کتاب نزول الہام کے صفحہ ۵ پر مرزا صاحب نے لکھا ہے۔
”بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ
بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔
جیسا کہ برائیں احمدیہ میں کچھ نمونہ ان کا لکھا گیا ہے۔“
(۳۵) کتاب نزول الہام کے صفحہ ۸۸ پر لکھا ہے۔

”و خدا ان زبانوں میں بھی مجھ پر نازل ہوا۔ جن زبانوں کو میں نہیں جانتا
تھا۔ جیسا کہ زبان انگریزی اور سنسکرت اور عبرانی۔
(۳۶) کتاب چشمہ معرفت کے صفحہ ۲۰۹ پر لکھا ہے۔“

”اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے۔ کہ انسان کی اصل
زبان تو کوئی ہو۔ اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ
سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔ اور ایسے
الہام سے فائدہ کیا ہوا۔ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔“

(۳۷) چشمہ معرفت کے صفحہ ۲۰۹ و ۲۱۰ پر لکھا ہے۔
”دیس یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قدیم سنت اللہ کے موافق تو یہی عادت
آئی ہے۔ کہ وہ ہر ایک قوم کے لئے اسی زبان میں ہدایت کرتا ہے
لیکن اگر کوئی زبان ایسی ہو کہ ملہم کو خوب یاد ہو۔ اور گویا اسکی زبان
کے حکم میں ہو۔ تو ب اوقات ملہم کو اس زبان میں اس زبان میں
الہام ہو جاتا ہے۔“

(۸) کتاب ست پجن کے صفحہ ۳ پر ہے -
 "کسی چیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تضاد
 نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد
 کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔ اسکا کام بیشک متناقض
 ہو جاتا ہے"

(۹) کتاب ست پجن کے صفحہ ۵ پر ہے -
 "اور نفاق نیک انسانوں کا کام نہیں"
 (۱۰) کتاب منیمہ برائین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۱۱ پر ہے -
 "اور جھوٹے کے کلام تناقض ضرور ہوتا ہے"

یوم عاشورہ

(از مولینا قطب الدین صاحب جھنگ)

{ اسی فرمے کا جناب حضرت پیران پیر غوث اعظم جیلانی محبوب جیلانی شیخ
 { سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ پراک ایک اعتراف - اور اس کا جواب }
 مولانا محبوب سجانی پر شیعوں نے بہت بہت اعتراف کئے ہیں۔ اور آپ کی ذات
 اقدس کو سنگین ترین الزامات کا مورد قرار دیا ہے۔ مجھ میں سب بیہودہ تصورات
 کے ایک قصور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت
 کو پر صاحب مصیبت نہیں فرماتے۔ بلکہ عاشورائے محرم کو جو امام حسین علیہ السلام
 کی شہادت کا دن ہے۔ پر صاحب اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں یوم الفرج والسرور
 کہتے ہیں۔ دیکھیں شیعوں کی کتاب خلاصۃ المصابی کا ص ۲۲۰ و مصباح الہدایۃ
 کا ص ۶۱ و ص ۶۲۔

ماتمی شیعو! بتلاؤ اگر پر صاحب کی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام بھی واقعہ

کر بلا کی فرمائیں کہ یہ واقعہ مصیبت نہیں۔ تو اپنے مجتہدین کی تحریروں پر لعنت بھیجے گی
یا جناب صادق علیہ السلام کو محبوب جانی کی طرح (عیازاً باللہ) ملعون اور کافر کہہ کر
یا اپنی بے حیائی اور ڈھٹائی پر ڈٹے اور جے رہو گے۔

اکثر ثابت ہو جائے کہ جناب صادق رض کے نزدیک کر بلا کا ہنگامہ واقعی
مصیبت نہیں۔ تو ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ عاشقوں کے محرم کی تمام بدعتوں سے
فوراً تو یہ کر ڈالو۔ اور جملہ حرام خوریوں سے منہ موڑ کر اہل بیت علیہم السلام کی مظلومیت
اور ہزیمت کو مشتر کرنے کی کوشش چھوڑ دو

امام جعفر صادق کا قول | سنو اور غور سے سنو۔ اصلاح الرسوم اور وسائل الشیعہ
کے حوالے سے لکھا ہے۔ فرمایا جناب صادق رض نے شمار نہ کر اس مصیبت کو مصیبت
جس پر تجھے صبر عطا کیا۔ اور خدا سے متقی ثواب ہوا۔ بلکہ مصیبت وہ ہے جس میں
صاحب مصیبت اجر و ثواب سے محروم رہے۔ جبکہ صبر نہ کرے۔ وقت نزول مصیبت
کے۔ انتہی ص ۲۶۷۔

اصلاح الرسوم اور وسائل الشیعہ دونوں شیعوں کی کتابیں ہیں۔ ان دونوں
کتابوں میں جناب صادق رض سے یہ حدیث مذکور ہے کہ آنے فرمایا۔ جو مصیبت
صبر و ثواب کو مستحق ہو وہ مصیبت نہیں مصیبت اسے کہتے ہیں جو صبر و ثواب سے
خالی ہو۔

ناظرین۔ انصاف سے غور کریں۔ کہ مصیبت کی تعریف جو امام جعفر صادق رض
نے فرمائی ہے۔ پہلا وہ واقعہ کر بلا پر صادق آتی ہے یا کوئی ایمان والا کہہ سکتا ہے
کہ کر بلا کا واقعہ اجر و ثواب پر مشتمل نہیں؟ یا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ امام حسین
اور آپ کے رفقاء صاحبین نے اس ابتلا و عظیم میں صبر و تحمل سے کام نہیں لیا مصیبت
تب ہوتی۔ جب شہداء کر بلا صبر نہ کرتے۔ اور بے صبری کے باعث ثواب سے محروم
رہتے۔ جب شہداء کر بلا نے پورے استقلال کے ساتھ صبر کیا۔ اور صبر کرنے
کی وجہ سے اجر عظیم کے مستحق ثابت ہوئے ہیں۔ تو پھر یہ حادثہ کر بلا کس طرح مصیبت

ہو سکتا ہے۔

مصیبت قرار دینے میں دو فساد میں (۱) امام جعفر صادق علیہ السلام کی تکذیب
(۲) شہداء کو ہلاکی بے صبری۔ پس جو شخص جناب صادق کو صادق اور سید الشہداء
کو صابریقین کرتا ہے۔ وہ واقعہ شہادت کو مصیبت کہنا گناہ سمجھتا ہے۔ اور جو کوئی
نہ امام جعفر صادق کو سچا جانتا ہے۔ اور نہ امام حسین علیہ السلام کو صابر و شہید مانتا ہے۔ وہ
حادثہ کو ہلاکت کو بھی مصیبت گردانتا ہے۔ مولانا محبوب سبحانی نے صادق علیہ السلام صادق
اور صابر کو صابر سمجھ لکھ دیا۔ کہ یہ سنگام مصیبت نہیں۔ اور افضیوں نے صادق کو
کو جھوٹا اور جناب امام حسین کو بے صبر محروم از اجر خیال کر کے اعتقاد کر لیا۔ کہ ان کی
شہادت کا واقعہ مصیبت ہے۔ حزن ہے۔ اندوہ ہے۔ اولیٰک شرمگنا نا واصل
سواء السبیل (ترجمہ) یہ لوگ بہت ہی خانہ خراب اور راہ راست سے بہت دور بھٹکے
ہوئے ہیں۔

آپ ہر سال عشرہ محرم حال دوامی مچاتے ہیں۔ علم بلند کرتے اور تفریئے بناتے
ہیں۔ نادبھونکتے اور ڈھول گھڑیاں بجاتے ہیں۔ مرتضیٰ خوانوں اور ذاکروں کو دور دور
سے بلاتے ہیں۔ وہ محفلوں میں جھوٹے اور بے بنیاد واقعات سناتے ہیں۔ ذلت آمیز
اور جہت انگیز مزیثے گاتے ہیں۔ خود روتے ہیں۔ اور دوسروں کو رلاتے ہیں۔ اور اس طرح
خوبصورت عورتوں و امزدویر میں پھنساتے ہیں۔ جو محبت اہلبیت کہلاتے ہیں۔ وہ ننگے
سرنگے پاؤں دیہاتوں میں جاتے ہیں۔ تفریئے پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اور حراؤ
لوگ ناجائز طریق سے یوں روپیہ کماتے ہیں۔ عورتیں مرد سیاہ لباس پہنتے ہیں۔ اور مل
ملا کر قچیلوں سے پیٹتے ہیں۔ نازب سے ڈرتے ہیں۔ اور نہ رسول کا شرم کرتے ہیں۔
امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو مصیبت سمجھ کر اس طرح ماتم برپا کرتے ہیں۔ اور تمام
عمر کی اندوختہ نیکیوں کو فنا اور تباہ کرتے ہیں۔ پس ما قدرت انفسہم انما سئلہ اللہ علیہم
وفی العذاب ہم خالدون ترجمہ۔ البتہ انہوں نے اپنے حق میں بہت ہی بڑی تمہید
اٹھائی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دنیا میں بھی خدا ان سے ناراض نہ ہوا۔ اور آخرت میں بھی

ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ ۵

باتو ہمراہ ناست شیطان مہم کے شوی در راہ حق ثابت قدم

یافت تعلیم از تو شیطان مکر و دیو از تو آموزند بازی طفل و دیو

شیعہ لامذہب ہیں حالانکہ شیعہ مذہب میں ماتم کرنا عمل جاہلیت ہے۔ سیاہ کپڑے

پہننے حرام ہیں پچھنے اور چلانے اور ہائی والی کرنے اعمال صالحہ جبط اور باطل ہو جاتے ہیں۔

مکرناں کو مذہب کی پرواہ اور نہ دوازہ ائمہ کے اقوال کی۔ نہ قرآن سے غرض ہے۔ نہ حدیث

رسول سے مطلب۔ غرض ہے۔ تو یہ ہے کہ دوشیزہ لڑکیاں ہوں اور ہم ہوں۔ متعہ ہو

اور راگ وزنگ ہوں۔ حق ہو اور دو چار ملنگ ہوں۔ شرانجرا اور عادی بھنگ ہوں۔

اصلاح رسوم بکلام المعصوم کے ص ۲۶ پر لکھا ہے

احادیث رسول و اقوال ائمہ فرمایا جناب صادق رضی اللہ عنہ کہ جو شخص ہاتھ مارتے

اپنی ران پر وقت مصیبت کے تو ثواب اسکا ضبط ہو جاتا ہے اور اسی کتاب کے اسی

پر ہے۔ فرمایا امام المومنین علیہ السلام نے جو شخص ہاتھ ران پر وقت مصیبت کے تو

ثواب اس کا ضبط ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کہ جو شخص ماتم بیا کرے۔

تو اس نے صبر کو ترک کیا۔ اور بے راہ سکے چلا۔ اور فرمایا جناب رسول خدا نے کہ ماتم بیا کرنا

عمل جاہلیت سے ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جناب رسول خدا نے جناب

فاطمہ سے فرمایا۔ کہ جب میں مر جاؤں تو میرے لئے منہ کو خراش نہ کرو۔ اور بال نہ بکھڑو

اور ہائی وائی نہ کہو۔ اور میرے لئے ماتم نہ بیا کرو۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۶۸ پر

مرقوم ہے۔ فرمایا جناب صادق علیہ السلام کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی بیعت

ان امور پر لیا کرتے تھے۔ کہ بوقت مصیبت رخسار پر ٹھانچے نہ مارنا۔ منہ خراش نہ کرنا

بال نہ فوجنا۔ گریبان چاک نہ کرنا۔ سیاہ کپڑے نہ پہننا۔ ہائی وائی نہ کرنا۔

اور اسی کتاب کے ص ۲۹ پر ہے۔ قزوینی کے سامنے شیرینی رکھنا۔ اور اسی

کتاب کے ص ۲۹ پر ہے۔ طوق اور زنجیر پہننا حرام ہے۔ اور اسی صفحہ پر ہے۔ علم

اور تیزوئیں کی طرف زیارت پڑھنا حرام ہے۔ اور ص ۲۹ پر ہے۔ علم اور تعزیر نہ کسی معصوم

کی قبر ہے۔ اور نہ کسی غیر موصوم کی شہداء میں سے۔ اور ص ۲۹۷ پر ہے۔ کہ تغزیہ کو مشابہ قبر یا مشابہ روضہ اقدس فرض کر لیا گیا ہے۔ اور واقع میں مشابہ نہیں ہوتا اور اسی صفحہ پر ہے۔ قبر بنانا ہمارے مذہب میں حرام ہے۔ اور ص ۲۹۸ پر ہے تغزیہ پر ہندو سے شیرینی لینا حرام ہے۔ انتہی ص ۲۹۸

شیعہ بارہ اماموں کے خلاف

ایہ ائمہ اہلبار کے اقوال میں۔ جو ان کی ایک معتبر کتاب سے نقل کئے گئے ہیں۔ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں ہیں۔ بتلادان باتوں پر شیعوں کا عمل ہے۔ یا ان باتوں کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ ہے۔ کہ جن اماموں نے پیٹنے اور ماتم کرنے اور ماتمی کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ انہی اماموں کا یہ لوگ ماتم کرتے ہیں۔ اور انہی اماموں کی وفات حسرت آیات کے دنوں میں پیٹتے اور ماتمی لباس پہنتے ہیں۔ لہذا کہیوں نہ کہا جائے کہ ان شیعوں کے دلوں میں نہ ائمہ اہلبار کی وقعت ہے۔ اور نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت۔ اور کیوں نہ کہا جائے کہ متعدد ان لوگوں کا مذہب ہے۔ اور غیر محرم عورتوں کیساتھ خلط ملط ہو کر محفلیں آباد کرنا ان کا دین ہے۔ اور ایمان۔ یحییٰ بن آتہم مہندون۔ ترجمہ۔ اور بایں ہمہ سبکے میں گمراہ راست ہیں۔

شیعوں کا ایک اعتراض جناب مولانا محبوب جانی قدس کی ذات اقدس پر

شیعہ اس جواب پر البتہ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ہم نے مانا کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا دن مصیبت کا دن نہیں۔ مگر مصیبت کا دن نہ ہونے سے یہ بھی تو لازم نہیں آتا کہ وہ خوشی کا دن ہو۔ محبوب جانی تو اپنی کتاب میں اس دن کو یوم الفرح لکھتے ہیں۔ یعنی خوشی کا دن۔ اسکا کیا جواب ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک جناب پرصاحب نے اعتراض کا جواب اس دن کو خوشی کا دن لکھا ہے۔ مگر جہاں خوشی کا دن

لکھا ہے۔ وہاں خوشی کے اقسام بھی لکھ دیئے ہیں۔ کہ اس قسم کی خوشی کرو۔ گویا خوشی کی باتوں کو آپ نے محدود کر دیا ہے۔ اور شیعوں کا دستور ہے کہ خوشی کے اقسام تجویز کرتے ہیں۔ خواہ وہ اقسام پر صاحب نے فرمائے ہوں۔ یا نہ فرمائے ہوں۔ اور خواہ ان باتوں کو روز شہادت کیسے حد مناسب ہو یا نہ ہو۔ پھر لوگوں کو بد اعتقاد کرنے کیلئے بیٹھ جاتے ہیں۔ کہ دیکھو پیران پیر عاشقہ کے دن میں ان باتوں کے کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ آسمان کا تھوکا ہوا منہ کو آتا ہے، اس لوگ ان شیعوں سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ یوں دن ان یطعنوا فذلک اللہ بافواجہم واللہ مہم نودہ ولو کما الکافرون۔ ترجمہ چاہتے ہیں کہ خدا نے نوح کو نہ سے پھونک مار کر بھجادیں اور خدا تو اس کے سوا کچھ کر سکتا نہیں۔ کہ اپنے نور کی روشنی کو پورا کرے۔ اگرچہ کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے

۵

جراغے را کیزد بر فرسوزد مہیا ہر انکس تفازندش بسوزد
خوشی کی باتیں جس خوشی کی جناب پر صاحب اجازت دیتے ہیں۔ وہ حسبِ نیل ہیں۔ آپ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔ کہ عاشقہ کی شام کو طعام بچاؤ۔ خود کھاؤ اور اپنے بال بچوں کو پیٹ بھر کر کھلاؤ۔ غریب اور مساکین پر بھی حسبِ توفیق تقسیم کرو۔ اور اس کا ثواب جناب امام حسین علیہ السلام اور دیگر شہداء کو بلا کے ارواحِ طیبہ کو پہنچاؤ۔ نفلیں پڑھو دن کو روزہ رکھو روزہ داروں کو افطار کر دو۔ بیماروں کی بیمار پر پی کرو۔ یتیموں کے سر پر ہاتھ پھرو۔ سرسہ اشد آنکھوں میں لگاؤ اور بس۔

فاظہین کرام یہ ہے وہ خوشی جس کے جواز کا فتویٰ غنیۃ الطالبین میں میں ہے ان باتوں کو عید سمجھو۔ یا عبارتہ۔ شیعہ ان باتوں کو نہو لعب اور ناجائز خوشی پر محمول کرتے ہیں۔ اور اہل سنت والجماعۃ اطاعتہ الہی اور جائز خوشی جانتے ہیں تمام ملکوں میں یہ خوشی رائج ہے۔ اور واقعہ کر بلا سے لیکر آج تک ان باتوں پر ان کا عمل رہا ہے۔

عاشورہ کے یوم الفج ہوئی تھی اس کے علاوہ محرم کی دس تاریخ کو صرف کربلا ہی کا واقعہ نہیں ہوا۔ بلکہ شروع پیدائش سے لیکر واقعہ کربلا تک خدا جانے اس تاریخ کو کتنے واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ اور کتنے اہم واقعات اور عظیم الشان امورات معرض ظہور میں آئے ہوئے ہیں جن کے ظہور و صدور کی خبر خود شارع علیہ السلام نے دی ہے۔ اگر ان تمام واقعات کو واقعہ کربلا کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے۔ تو عقل سلیم سلیم کرتی ہے۔ کہ واقعی محرم الحرام کی دس تاریخ جسے عاشورائے محرم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لائق مسرت اور تعالٰیٰ انساب ہے۔ انہی واقعات مختصہ اور حالات مختصہ کے باعث عاشورہ کے روز کو شریعت مطہرہ میں سید الايام کہتے ہیں۔ اور اللہ عزوجل نے بھی قدوقد الاقنیاء برة الاصفیاء عمدۃ الکملۃ نبذۃ الاولیاء سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت بارادت کے لئے اسی دن منتخب فرمایا ہے۔

واقعات مختصہ یوم عاشورہ اب میں ان واقعات کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ جن کا ظہور خاص عاشورائے محرم میں ہوا ہے۔

حدیث کی کتابوں میں ہے۔ اللہ عزوجل نے آسمان اور آسمان کے سارے ستارے فرشتے۔ عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم۔ زمین اور زمین کے تمام دریا پہاڑ وغیرہ سب اسی دن پیدا فرمائے ہیں۔ آدم علیہ السلام اسی دن پیدا کر کے بہشت میں داخل کئے گئے۔ اسی دن توبہ آپ کی بارگاہ الہی میں مقبول ہوئی۔ ابراہیم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے۔ اسی دن خلعت خلت سے سرفراز ہوئے۔ اسی دن آکپوناہ غرود سے نجات ملی۔ اسی دن آپ کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگر ذنبہ ذبح ہوا۔ داؤد علیہ السلام کا قصور اسیدن معاف ہوا۔ سلیمان علیہ السلام کو اسی دن سلطنت عطا ہوئی۔ اور بادشاہت کھو جانے کے بعد پھر اسی دن واپس ملی عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور رفع کا دن یہی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی نجات از بحر کا دن یہی ہے۔ اور فرعون بے عون کی غرقابی کا دن یہی ہے۔ اور یس علیہ السلام کو بلند

مکانی اسی دن نصیب ہوئی۔ ایوب علیہ السلام کو بلائے کرمان سے اور یونس علیہ السلام کو بطنِ حوت سے اسی دن مخلصی ہوئی۔ اسی روز ثبتنا الاعظم اکتبا الافخم جنابِ امام حسین علیہ السلام کو شرفِ شہادت نصیب ہوا۔ اسی دن آپ سید الشہداء کے ارفع منصب اور اعلیٰ لقب سے ملقب ہوئے۔ اسی روز آپ کے مراتبِ عالیہ اور مناقبِ متعالیہ میں اضافہ نہ دیا رہا۔ قیامت اسی روز قائم ہوگی۔ پہلی بارش اسی روز ہوئی ہے۔ رحمتِ الہی کا نزول پہلے اسی روز کو ہوا ہے۔

بتاؤ یہ باتیں چاہتی ہیں کہ عاشورائے محرم کو یومِ مصیبت

فیصلہ بد ناظرین

قرا دیا جائے۔ یا یہ چاہتی ہیں کہ اس دن میں ماتم برپا کیا جائے یا یہ چاہتی ہیں کہ فحشوں سے بدن زخمی کیا جائے۔ یا یہ چاہتی ہیں کہ منہ ماتھے اور رانوں پر ٹپایا جائے یا کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بدعات کا حکم دیا ہے۔ یا ائمہ اہل بیت نے کیا ان کو شریعت معلوم نہ تھی۔ یا شریعت کے اسرار سے واقف نہ تھے۔ یا شریعت کے کئی خاص بھید اس زمانہ کے شیعوں پر منجلی اور منکشف ہوئے

ہیں۔ فہما جزاء من یفعل ذالک منکم۔ الاخری فی الحیوۃ و یوم القیامتہ یردون الی اللہ العزیز و ما اند بخافل عما تعلمون (ترجمہ) جو لوگ تم میں سے ایسا کریں۔ اس کے سوا ان کا اور کیا بدلہ ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا کی زندگی میں انکی رسوائی ہو۔ اور قیامت کے دن بڑے ہی سخت عذاب کی طرف لوٹا دئے جائیں۔ اور جو کچھ بھی تم لوگ کرتے ہو۔ اللہ سے بے خبر نہیں۔

ای گرفتاری بہ بند نام ونگ ۛ شیشہ ناموں را بشکن بسنگ
 ایں قدر مغلوب شیطان چوں شدی ۛ نیکی آمد کارمرواں نے بدی
 تابکے باشی بغفلت در گناہ ۛ عمرت و رفتی باروئے سیاہ

عاشورہ کے دن شیعوں کو خوشیوں اور کچھ حرکتوں کے مترب ہوئیں گی یا نہ
 اب میز فرض ہے۔ کہ میں وہ باتیں بھی لکھ کر مدینہ ناظرین کروں جن باتوں کے مترب

خود شیعہ لوگ سمجھتے ہیں۔ اور عاشورائے محرم میں ان باتوں کے ارتکاب کو اس
العبادت خیال کرتے ہیں۔ پھر باب بصیرت سے دریافت کروں کہ خوشی کی باتیں
وہ میں جن کے کر نیکا جناب پیر صاحب نے حکم فرمایا ہے۔ یا یہ ہیں جن کو شیعہ ہر سال
عاشورہ کے دن کیا کرتے ہیں۔

عاشورہ کے برف کا دور | عاشورہ کے روز بازاروں میں سیلیں قائم ہیں۔ انکو
عمرہ اور فنیسی سامان سے سجایا گیا ہے۔ جن میں برف

شریت اور آب زلال کا چودے، تمام سے انتظام کیا گیا ہے۔ میزوں پر کاسہ ہائے
بلورین اور جامہ ہائے رنگین اس قرینے سے دھرے ہیں۔ کہ بازار کی سمت ثانی کا فوٹو
کھینچ کر سبیل کی خوبصورتی کو دوبالا کر رہے ہیں۔ آنے جانے والوں کو پیالے بھر بھر کر
پلائے جا رہے ہیں۔ جس سبیل کو نظر اٹھا کر دیکھو۔ وہی نقشہ دزدوس پیش کرتی ہے
آراستگی اور سجاوٹ کے لحاظ سے گویا ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر رہے۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے۔ کہ شہر میں آج کسی ولیعہد کی تاج پوشی ہونے والی ہے۔

عاشورہ کے روضات کی تیاری | میدان تخریب میں جاؤ۔ تو کہیں ڈھول بج رہے
ہیں۔ اور کہیں تقارے۔ کہیں سے گھڑیاں

کی آواز آرہی ہے۔ اور کہیں سے بانگ جرس دل کو بھار رہی ہے۔ ناد اپنی جگہ۔ ان
انکر الا صوت لصوت الحیڑ کے آواز کے کس رہا ہے۔ کئی سقے ابھی چھڑکاؤ سے
فارغ ہوئے ہیں۔ اور کئی ٹھنڈے پانی کی مشکلیں بخل میں دبائے پھر رہے ہیں۔ اور
تشنبلبوں کو پکار پکار کر پانی پلاتے پھرتے ہیں۔ تماشائیوں کے جس ٹھنڈے سے گزرو
عطرو بھلیل سے بسا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ قدرت الہی کا تماشا دیکھنے والے لوگ محفل
کی صورت میں گھوم رہے ہیں۔ کبھی ہنستے ہیں۔ اور کبھی دہان جاٹھرتے ہیں۔ ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو ڈرتی سیٹھ کی برات یہاں اتر چاہتی ہے۔

عاشورہ دن پیر کے پیر | تخریب کے پاس جاؤ۔ تو کہیں چوری بٹ رہی ہے
اور کہیں پیر کی تقیم ہو رہی ہے۔ کوئی لڈو

بانتا پھرتا ہے۔ تو کوئی گرہ پتا سے دیتا پھرتا ہے۔ لینے والوں کا یہ عالم ہے۔ کہ ایک دوسرے پر گرے پڑتے ہیں۔ نہ گرنے سے ڈرتے ہیں نہ مرنے سے جھکتے ہیں گویا کسی دواہن پر سے نقدی بچھاؤ کی جارہی ہے۔ اور چھٹنے والوں کا حجم غیر کمال ہے تاہی اور بے صبری سے اسے چن رہا ہے۔

شاہی کے گرد مہوشیوں کا میلہ | ایک طرف شاہ جی صاحب سند پر تکیہ لگائے
میر مجلس بنے بیٹھے ہیں۔ عورتوں کی آپ کے

ارگرد بھڑٹ مع رہی ہے۔ کئی چوڑی پر فاتحہ دلوارہی ہیں۔ کئی پیجری پر ختم پڑھوارہی ہیں کئی آپ کو پتا سے دے رہی ہیں۔ تو کوئی لڈو پیڑے لئے کھڑی ہیں۔ ایک کھانڈ کی پڑیا سامنے رکھ رہی ہے۔ دوسری منڈے ماضی میں وہے رہی ہے۔ کوئی نقویہ مانگ رہی ہے۔ کوئی دھاگا بنا رہی ہے۔ کوئی کہتی ہے پیر جی شکرے ہو۔ کوئی کہتی شاہ جی مٹھائی سمجھاؤ۔ کئی بچوں کو دم کر دانا چاہتی ہیں۔ کئی بھونک مروانے کی خواہشگار ہیں۔ غرض ایک شاہ صاحب ہیں۔ اور ہزاروں تقاضے ہیں۔ اور آپ ہی ماشاء اللہ ان تک مرشد ہیں۔ کہ ذرہ نہیں اکتاتے۔

عاشورہ دن مٹھائیوں کے ڈھیر | شاہ جی کے چاروں طرف مختلف جنسوں کے
ڈھیر لگ رہے ہیں۔ کہیں دانے ہیں۔ تو کہیں

نقدی روپے۔ اٹھتیاں۔ چوٹیاں۔ دونٹیاں۔ اکٹیاں کے پیسے۔ کہیں چوڑی پیجری ڈھکی پڑی ہے۔ تو کہیں لڈو پتا سے بندھے پڑے ہیں۔ پیڑوں کے تھال۔ مٹھائی کی چنگیریں۔ تازی بازی گھر بچائی جا رہی ہیں۔ کھانڈ کی پڑیوں سے تابوت بھر گیا ہے منڈوں اور گرد کی بھیلیوں کا حساب نہیں۔

عاشورہ دن بکری بت ستی | پاس کے درختوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو
تو کہیں گائے بندھی کھڑی ہے۔ اور کہیں بیل

اور کہیں بچھڑا کھڑا ہے۔ تو کہیں لکٹا۔ کہیں بھیڑ بکری اسپیس سختی ہو رہی ہیں۔ یہ سب چڑھاوے ہیں۔ جو تعزے پر چڑھاے گئے ہیں تعزیوں پر کاغذ کے بت لٹک

رہے ہیں۔ عورتوں نے منتیں مانی ہیں۔ کہ اگر ہمارے ہاں لڑکا ہوا۔ تو ہم سونے یا چاندی کا اتنا بڑا لڑکا بنا کر تعزیئے پر باندھے گے۔

انصاف بدست ظری ایمان سے بتاؤ۔ یہ عید کا سامان ہے۔ یا مصیبت کا یا ماتم ہے۔ یا عین خوشی؟ یہ لہو و لعب کی باتیں ہیں۔ یا شرم و ادب کی باتیں۔ یہ تحصیل مال کے سودے ہیں۔ یا تباہی حال کے۔

تعزیه رِق کما نیکی مشین ہے۔ یا نکھٹو آدمیوں کا ذریعہ معاش

تحصیل زر کے لئے تعزیه نکالا جاتا ہے۔ ورنہ نہ خدا کا حکم ہے۔ اور نہ رسول خدا کا حکم ہے۔ نال عبا کا حکم ہے۔ اور نہ ائمہ ہدی کا حکم ہے۔ نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث رسول سے ثابت۔ نہ خود شہداء نے کسی کا تعزیه نکالا ہے۔ اور نہ شہداء کی اولاد پاک نے شہداء کا تعزیه نکالا ہے۔ محض ایکاد بندہ ہے۔ گرچہ نہایت ہی مذموم اور گندہ ہے۔ کیونکہ شیعی سال بھر کا خرچ تعزیوں کے طفیل ہوا لیتے ہیں۔ سو اسلئے اگر تعزیوں کو رزق کمانے کی مشین کہا جائے تو ٹھیک ہے۔ اور اگر نکھٹو آدمیوں کی وجہ معاش قرار دیا جائے تو صحیح ہے۔ تلک امانیہ تم قل ء تو ابر لا تم ان کنتم صادقین (ترجمہ) یہ ان کے اپنے خیالی پلاؤں ہیں۔ ان لوگوں سے کہو اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔

تعزیه واقعی بدعتہ اور نکھٹو آدمیوں کی دھوکا اس سے پہلے سال بھر میں ایک دفعہ تعزیه نکالا جاتا تھا۔ اور وہ بھی شہروں میں بڑے بڑے

قصبوں میں۔ اب گاؤں گاؤں میں تعزیه نکالنا شروع ہو گیا ہے۔ اور معقول آمدنی کے لالچ میں بجائے ایک دفعہ تعزیه نکالنے کے سال میں تین دفعہ تعزیه نکال کر اندھا دھند لوٹ مچا دیتے ہیں۔ اور ایک ایک گاؤں میں بجائے ایک دفعہ ایک تعزیه نکالنے کے تین تین اور پانچاچھ تعزیئے نکالتے ہیں۔ اور شہروں میں تو کوئی ٹھکانا نہیں۔ ایک ایک شہر میں پانچیس اور پچاس پچاس تعزیه نکلتا ہے۔

تعزیوں میں کیونکر کثرت ہوئی۔ تعزیوں میں کثرت یوں ہوئی۔ کہ جب ایک شاہ جی نے

دیکھنا کہ میر کے مرید ہیں۔ اور میر کے دشمن کے ساختہ تعزئے پر چڑھاوے چڑھا رہے ہیں۔ تندیوں سے رہے ہیں۔ اور شقیں ادا کر رہے ہیں۔ دشمن زرد و سیم سے بھر پور ہوئے اور مرید روکنے سے نہ سکتے تھے۔ تو دوسرے سال آپ نے الگ اپنا تعزیر نکال کھڑا کیا اور ایک تاریخ کو ایک گاؤں میں ایک کی جگہ دو تعزئے نکلنے شروع ہو گئے۔

تیسرے کھن شاہ اور چنبلی شاہ ہیں۔ جہی عناد کی وجہ سے نہ خود تعزیوں پر جاتے ہیں۔ اور مریدوں کی لوٹ مار کو بنظر امتحان دیکھ سکتے ہیں۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہیں۔ کہ کھن شاہ اور چنبلی شاہ کا دل در حین سے خالی ہے۔ ان سب باتوں کو نظر رکھ کر تیسرے سال یہ دونوں سید بھی اپنا تعزیر بنا کر ان کیساتھ کھڑا کر دیتے ہیں۔

ایک اور شاہ صاحب بھی اسی گاؤں میں رہتے ہیں۔ آپکا نام نامی نٹھے شاہ ہے جب آپ اپنے شریک بھائیوں کو اس بے مددی سے لوگوں کا مال لٹواتا ہوا دیکھتے ہیں۔ کہ سارا سال ان کے گھوسے نہ غلہ ختم ہوتا ہے۔ اور نہ کھانڈ پتلا سے اور لڈو ختم ہوتے ہیں۔ تو بس نہ تو دیکھتے ہیں شتاؤ۔ محبت بانس سرکنڈے منگا چوتھے سال یہ اپنا تعزیر لاکھڑا کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح تعزیوں کی تعداد ایک سے چار تک پہنچ جاتی ہے۔

انصاف بدست ناظرین | انصاف کرو یہ رزق کمانے اور دل بھلانے کی چالیں ہیں یا خون پینے غم کھانے اور تاسف بجالانے کی مثالیں ہیں۔

اولک مایا، کون فی بطونیم الا بشارہ ولا یکلہم اللہ یوم القیامتہ ولا یرکیم ولیم عذاب الیم (ترجمہ) یہ لوگ اور کچھ نہیں اپنے پشیموں میں انگارے بھرتے ہیں۔ اور قیامت کے دن خدا ان سے بات بھی نہیں کرے گا۔ اور نہ ان کو گناہوں کی آلائش سے پاک کرے گا۔ امان کے لئے غنا بھرونا گناہ ہے۔

شیخہ میں تعزیر بد اور تعزیر پرست خراج از اسلام ہے۔

حالا کہ شیعوں کی معتبر کتاب من لایحضر الفقیہ میں ہے۔ من جد و قراؤ و شتاؤ افقد حج عن الاسلام۔ (ترجمہ) جس نے قبر کی نقل اتاری یا کوئی سانگہ نکالا وہ اسلام سے باہر

نکل گیا۔ یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ جس دو زندہ ائمہ میں سے کسی معتبر امام نے روایت فرمایا ہے۔ اس قول پر کتاب مذکور الصمد کا خود آپ مصنف سزا زنی کرتا ہوا۔

لکھتا ہے۔ اقول فی قولہ من مثل مثلاً انہ من اربع بدعتہ وہ علیہا وضع دنیا فقد خرج وقول فی ذالک قول لائمۃ (ترجمہ) میں کہتا ہوں البتہ جس شخص نے بدعت نکالی۔ اور دین سمجھ کر لوگوں کو اس بدعت کی طرف ہٹایا۔ تو وہ دائرہ اسلام سے باہر نکل گیا۔ اور اس بارے میں میرا یہ قول بعینہ ائمہ کرام کا قول ہے (انتہی)

جب شیعہوں کے خود مجتہد تعزیر کو بدعت کہہ رہے ہیں۔ اور تعزیر پرستوں کو بدعتی اور خارج از اسلام قرار دے رہے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ شیعہوں کے کانوں پر جو تک نہیں رنگتی۔ ائمہ کی باتوں کا ان کے دلوں پر اثر نہیں ہوتا۔ اپنی مذہبی کتابوں کو قابل عمل نہیں سمجھتے۔ پھر کیوں نہ کہا جائے۔ کہ یہ بیدین اور لامذہب فرقہ کسی مذہب کا پابند نہیں۔ قرآن کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے۔ حدیث کو لائق عمل نہیں جانتا۔ اماموں کی اس کے دل میں وقعت نہیں۔ ابن الوقت اور عبد اللہ بنیہا ہے۔ اس کو اپنے حلوے مانڈنے سے کام ہے۔ دین اسلام سے عرض نہیں۔ رہے رہے نہ ہے اپنی ہٹ اور ضد پر ہی جے ہیں گے۔ اور تعزیر نکالنے سے باز نہیں آئیں گے۔ فقط
(محمد قطب الدین مجاہد علیہ صلی علیہ وسلم) باقی وارد

اسلام مرزا

(مولوی محمد حنیف صاحب کوٹل مومن)

برادران اسلام ملاحظہ کریں۔ کہ انکار آیات قرآن مجید اور انکار معجزات مسیح یا کسی نبی کے معجزہ سے کرنا کفر صریح ہے۔ چہ جائیکہ ایسا منکر نبی ہو۔ دیکھو مرزا صاحب صفا کہتے ہیں۔ کہ حق بات یہ ہے کہ آپ سے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو ٹی معجزہ نہیں ہوا

کہیے یہ صریح اقوال خداوندی کا تکذیب ہوئی یا نہیں۔ اور اس قدوس لم یزل کو حضرت مسیح کے معجزات کے بیان میں مرزا صاحب نے جھوٹا ٹھہرایا یا نہیں۔ یہ نہ کہدینا کہ مرزا صاحب نے الزام لکھا ہے۔ کیونکہ وہ صاف کہہ رہے ہیں۔ کہ حق بات یہ ہے۔ کہ ان سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب اپنی محقق اور واقعی بات بیان کر رہے ہیں۔ نہ یہ کہ الزام دے رہے ہیں۔ اور شریعت محمدیہ میں نبی کی توہین کرنا علانیہ جھوٹ بولنا کسی طرح جائز نہیں۔ یہ مخالفت قرآن کریم کی توہید بانہ طریقہ سے تھی۔ بعد ازاں ضمیمہ انجام اتھم کے صفحہ میں ملحدانہ طرز سے ایک ابوالعزم نبی کے معجزات کو اپنے خیال سے اڑا کر آیات قرآنی کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ممكن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کیسا تھ کسی شکور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ یہ دوسرے طریقہ سے انکار کلام الہی ہے۔ یعنی اللہ صاحب تو نہایت مہارت سے فرماتے ہیں۔ کہ عیسیٰ ابن مریم بحکم الہی انہ سے اور کوڑھے کو اچھا کرتے تھے۔ اور مردے کو جلاتے تھے۔ لیکن مرزا صاحب علانیہ معجزات سے انکار کر کے لکھتے ہیں۔ کہ کس تدبیر سے علاج کرتے ہوں گے۔ بعد ازاں کسی لندن دہریہ کی کتاب دیکھ کر نئے طریقہ سے تکذیب کلام اللہ الملک العلماں کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشا خاں برہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہو گئے۔

اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اس تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے۔ بلکہ اگر آپ سے اگر کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا۔ تو وہ آپ کا معجزہ نہیں بلکہ تالاب کا معجزہ ہے۔ دیکھا جائے۔ کہ حضرت مسیح کے علانیہ اور دین معجزات میں دہریوں کے خیالات ظاہر کر کے ان یقینی معجزات سے انکار کر رہے ہیں۔ اور پھر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ اس کے بعد علانیہ طور سے انہیں مکار اور فرسی ٹھہراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے کچھ نہ تھا۔ یہ کیسا علانیہ کلام الہی سے انکار ہے۔ اور ایک عالی مرتبہ رسول خدا کی توہین و تکذیب ہے۔ یہ چوتھا

طریقہ انکار ہے۔ پھر فسوس کہ نالائق عیسائی ایسے نالائق شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپکا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپکی زناکار اور کبھی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید بھی خدا نے کے لئے ایک شرط ہوئی۔ آپکا کبجروں سے میلان اور محبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو۔ کہ جدی منہا درمیان ہے۔ درندہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کبجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنا نایاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کافی کا پلید عطر اس کے سر پر لے اور اپنے بالوں اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں گے۔ ایسا آدمی کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے) ضمیر انجام بختم ص ۶۲ مطبوعہ ۱۸۹۶ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان یہ پانچویں طریقہ سے انکار کلام الہی ہے۔ اور صرف انکار ہی نہیں۔ بلکہ خدائے قدوس پر سخت الزامات ہیں۔ اور اس کے مقدس رسول کی سخت متک ہے۔ کیونکہ ان الزامات کا نتیجہ بالضروریہ ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ مکار اور فریبی کو صاحبِ مجرہ کہتا ہے۔ اور اس کے معجزے بیان کرتا ہے۔ اور مکار اور فریبی کو رسول بنا کر بھیجتا ہے۔ اس کے رسول بازاری شہدوں کی طرح عیاش و بدچلن ہوتے ہیں۔ کہ (لغو دباللہ) اور انکی ذاتی اور فسی دونوں طرح کی حالت ایسی خراب بھی ہوتی ہے۔ کہ ہر ایک بھلا آدمی اسے عار سمجھتا ہے۔ ہمدردانِ اسلام اس نازک وقت میں مرزا غلام احمد کے یہ خیالات دشمنانِ اسلام اور بالخصوص دہریوں کی کیسی تائید کرتے ہیں۔ یہ تو مرزا صاحب کے لہذا خیالات کا جوش تھا۔ اور جب ہوش ہوا تو سمجھے کہ یہ مسلمانوں کے نہایت خلاف لکھا گیا۔ قرآن کریم میں تو حضرت مسیح کی بہت تعریف آئی ہے۔ اسلام اس ضمیمہ کے صفحہ ۹۷ میں حاشیہ پرنا واقع مسلمانوں کو فریب دیکر یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم نے جو مسیح کو گایاں دی ہیں۔ تو الزامات دی ہیں۔ اور اس کا دوا جواب صفحہ ۱۰۷ میں حاشیہ پر یہ دیتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو دافح رہے۔ خدائے تعالیٰ نے عیسیٰ کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ وہ شخص تھا۔ کہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اس فریب کو ملاحظہ کیا

کہ قرآن مجید میں نصاریٰ ہی سمجھایا ہے۔ جو حضرت عیسیٰ کو خدا کہتے ہیں۔ اور ثالث ثلاثہ قرار دیتے ہیں۔ اور جسطرح عیسیٰ اور مسیح انکا نام ہے۔ اسی طرح انجیل میں انکا نام یسوع بھی ہے۔ اور یسوع حضرت کے علاوہ کوئی اور شخص نہیں ہے۔ اور مرزا صاحب بھی جانتے ہیں۔ چنانچہ توفیق المرم میں لکھتے ہیں کہ مسیح اور عیسیٰ اور یسوع تینوں ایک ہی شخص کا نام ہے۔ یہاں مثل مشہور کسی صادق آئی ہے۔ کہ دروغ گور حافظہ نباشد پس دوسرے دلائل کے علاوہ مثل مشہور سے بھی جھوٹے ثابت ہوئے ہیں۔ اے برادران اسلام ہوشیار ہو بیدار ہو۔ اور غلام احمد قادیان کی حالت سے واقف ہو کر اس سے دور رہو۔ اور ایمان کو اس تندہوا کے جھوٹے سے بچاؤ۔ نیز منکوحہ آسمانی کی نسبت چند الجہامات جناب کے ملاحظہ ہوں۔ جس کو ۱۸۸۸ء میں شہر کیا۔ چنانچہ لکھتے

ہیں۔ ان دنوں جو زیادت تصریح کے لئے بابا راجہ توجہ کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ خدا قتلے نے

مقرر کر رکھا ہے۔ کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک

مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاویگا۔ فیصلہ آسمانی حصہ اول

صلہ لفظ انجام کار پر خوب نظر ہے۔ خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو تمہارا

کام روکتے ہیں۔ اس کام مددگار ہوگا۔ اور انجام اس طرح کی کوتاہی واپس لائیگا۔ کوئی

نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ اس میں وہی لفظ انجام کار ہے۔ اور اس پر اضافہ یہ

ہے۔ کہ یہ وہ بات ہے۔ جس کو کوئی ٹال نہ سکیگا۔ جس کا حاصل یہ کہ کوئی شرط وغیرہ

اس نکاح کو روک نہیں سکتی یعنی انجام کار وہ لڑکی مرزا صاحب کے نکاح میں ضرور

آئے گی۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء مختلف اشتہارات میں چند بار

انجام کار تمہارے نکاح میں آئیگی۔ کو اتنا فوق اویقین سے لکھا ہے کہ یقین اور

ادحق یقین سے بھی اگر کوئی فرض مرتبہ یقین کا ہے تو وہ کر دیا۔

ناظرین وہ بڑے خدا اس بات پر غور فرمادیں۔ کہ اس مشہور پیشگوئی کے متعلق

میں نے مرزا صاحب کے قول نقل کئے ہیں۔ ان میں پہلا قول ۱۸۸۸ء کا ہے۔ اور

اس کے بعد آخر ۱۸۹۵ء تک یعنی بیس برس تک اسی منکوحہ کے منتظر رہے۔ اور

اتنی موت میں قطعی طور پر یاوسی کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ آخر عمر تک امید افزا فقرات ہی فرمائے۔ اس طرح اس کے شوہر کے مرنے کی نسبت آپ نے بار بار پیشین گوئی کی اور صرف انجام آختم میں ہی سات مرتبہ مختلف طور سے یقیناً بیان کیا کہ وہ ضرور مرے گا اور ایک جگہ قسم کھائی کہ ضرور مرے گا۔ لیکن انجام کار نہ ہی اس کا شوہر مرنا ہی وہ نکاح میں آئی۔ کیونکہ فرضی لکھنؤ جو تھی۔ یہاں تک کہ شاید ایک انکار قریب زندہ مرنے اڑا رہا ہے۔ اور مرزا صاحب بیچارے حسرت لیکر۔ دخل فیما دخل ہو گئے۔ بھائیو اس پر غور کرو کہ جب ایسے قطعی الہامات جو تمام عمر کے یقینی اور مرزا صاحب انہیں من جانب اللہ بتاتے رہے۔ قطعاً جھوٹے ثابت ہوئے۔ اب وہ الہامات جن کی وجہ سے مجذوبیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور بنی اور رسول ہونے کے مدعی ہوئے۔ ان پر کیوں کراہتا ہو سکتا ہے۔ کوئی ایسا معیار ہے۔ جو ان دونوں میں فرق ظاہر کرے کہ منکوحہ آسمانی والی پیشگوئی۔ اور اس کے شوہر مرنے کے الہامات جھوٹے ہو گئے تو ہو گئے۔ مگر جو الہامات نبوت اور رسالت کے تھے۔ وہ ضرور سچے ہیں۔ نہیں کوئی حق پسند ایسا نہیں کہہ سکتا۔ پس کاذبیت کے لئے تو ایک کذب بھی کافی ہوتا ہے۔ حاکم وقت کی کچھری میں جس گواہ کا ایک بھی جھوٹ ثابت ہو جائے۔ تو دنیاوی بات اس کی شہادت ناقابل اعتبار ہے۔ مگر مرزائی حضرات کی عقل پر کمال افسوس ہے۔ کہ دینی بات میں تمام امت محمدیہ کے خلاف ایسے کذاب کو بنی مانتے ہیں۔ ان ھُوَ لَا یُجِبُّونَ الْعَاجِلَاتَ وَیَذَرُونَ وَرَآئِهِمْ یَوْمًا تَقِیْرُ ذَٰلِکَ اللّٰہُ صَاحِبِ تَوْفَاتِہِمْ ہیں۔ کہ میں جو وعدہ اپنے نبیوں سے کروں۔ وہ ہرگز خلاف نہیں کرتا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ صاحب پر یہ مرزا صاحب نے تہمت لگائی ہے۔ قال اللّٰہُ تَعَالٰی - فَلَا یُحْسِبَنَّ اللّٰہُ مَخْلَفًا وَعَلَدًا رُسُلُہٗ - پس قرآن مجید کی نص قطعی سے جب جھوٹے ثابت ہوئے۔ تو مومن بھی مکمل نہیں ہے۔ فخلل عوان ینکون نبیاً اور سلاہ اگر واقعی مدلل جوابات مرزائیوں کے پاس ہیں۔ تو امید وافع نہ فرمائیں گے۔ ہمیں میدان ہمیں جوگاں ہمیں گوئی۔ (نیاز محمد صغیف کوٹ مومن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا

(نقد قاضی غلام محی الدین ناظم مدرسہ محی الدین بٹالہ)
امیہ بن صفوان مولفۃ القلوب میں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
آنا دیا۔ کہ جو وہ دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ سختی بہتری دیکھی۔ مگر اس
درجہ کی سخاوت کا سولے آنحضرت دوسرے کا نقش تحمل نہیں ہو سکتا۔

ہم صرف جو وہی کو نہیں دیکھتے۔ بلکہ ان باتوں کو خیال کرتے ہیں۔ کہ خود حاجتمند
اور سخت درجے کے حاجتمند اور اسقدر داد و دہش اور کشادہ ولی کیسا تھوہرتے ہیں۔
لَوْ كَانَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَيَّمَنِي ﴿۱﴾
اِنْ كَانِي مِثْلَ ثَلَاثِ لِيَالٍ وَعِندِي ﴿۲﴾
صنعتی شئی

کیفیتِ اخیر تک رہی۔ چنانچہ مرض الموت سے پہلے کہیں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
کو چھ سات دینار روئے۔ کہ مساکین تقسیم کر دیں۔ علامات میں خیال آیا تو پوچھا۔ حضرت
عائشہ رضی نے عرض کیا۔ شغلنی وجعلک۔ میں آپ کی تیمارداری میں مصروف ہوں۔
آنحضرت نے دنیا تیر کو متلو کر ہاتھ میں لے لیا۔ اور فرمایا۔

مَا أَطَّقَ مِنْ نَبِيٍّ اللَّهُ لَوْ لَقِيَ اللَّهَ مُعْتَمِرًا وَجَلَّ ۝
وَهَذَا عَشَدٌ ۝

آنحضرت کی نظر میں مال دنیا نہ صرف بقدر تھا۔ بلکہ اپنے اور اپنے اقارب اور متعلقین
کے لئے بغوث تھا۔ آنحضرت نے صدقات کو تو نہ صرف اپنی نسل پر بلکہ نبی کا شمع پر
ہمیشہ کے لئے قطعاً حرام کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المال
میں بیٹھے ہوئے۔ نقد و نفیس مستحقین کو تقسیم کر رہے تھے۔ امام حسینؑ نے ایک چھوٹا

منہ میں ڈال لیا۔ آنحضرت صلعم کی نظر پڑ گئی۔ فرمایا کچھ رکھو یہ لوگوں کے مال کا میل ہے
آل محمد پر حرام ہے۔ اور وہ چھوٹا راتھکوا دیا۔

اس واقعہ میں کا ضروری نتیجہ تھا کہ آپ صرف اپنے نفس پر سختی بھیجتے تھے۔ بلکہ
تمام اہل عیال یہاں تک کہ ایک بار ازواج مطہرات نے توسیع نفقات پر ضد کی تو
آنحضرت ناخوش ہو کر سب کے چھوڑ بیٹھے پر آمادہ ہو گئے۔ سورہ احزاب میں اسی کا بیان
ہے۔ اس طرح کی مہیلوں بایں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت سے شروع سے
اخیر تک حد درجے کی نفس کشی کیساتھ زندگی بسر کی۔ اور اس کے بہت شواہد ہیں۔ کہ نہ
ریا کاری تھی۔ اور نہ ناداری۔ نہ خشب۔ نہ کفایت شعاری تھی۔ بلکہ رہی کہ اپنے میں ایذا
ہو تو ہو۔ مگر دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ ابتدائے عمر میں آنحضرت کے دادا اور دادا کے
بعد چچا ان کے مشکفل ہوئے۔ پھر خدا نے ان کو حضرت خدیجہ الکبریٰ رحمہ کے مال سے غنی کر دیا
تھا۔ اور اس کے بعد تو بادشاہ تھے۔ صاحب ملک و لشکر و مالک اموال غنیمت یہ صفت
فیہا کیف یکنشاء جس طرح چاہتے ہیں۔ تھران کرتے ہیں۔

مگر جب وفات ہوئی تو تیس صاع جو کے بدلے۔ اپنے پہننے کی زرہ میں تھی اپنے
اس درجے کی تنگی۔ اور مسدانوں کے ساتھ کس طرح کا درینہ تھا۔ یہاں تک کہ جب ملک
فتح ہونے لگے۔ تو آپ نے منادی کرادی۔ مجھ سے بڑھ کر مسدانوں کا کوئی خیر خواہ نہیں جو
مسلمان قرض والا مرے۔ اسکا قرض میرے ذمے اور جو مال چھوڑ مرے۔ تو مال اس کے
وارثوں کا۔ جنگ خینن کے سفر سے جب آنحضرت واپس تشریف لائے۔ تو اعراب نے
آکر چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا۔ اور سوال کر کے آنحضرت کو اس قدر تنگ کیا۔
کہ آپ دیتے دیتے ایک درخت سے چمٹ گئے۔ اور لوگ آپ کی چادر مبارک لچک
کر لے گئے۔ آپ نے فرمایا۔ لوگو میری چادر دیدو۔ اگر میرے پاس ان بھولوں کے کاموں
کی تعداد کے برابر ادلت ہو گئے۔ تو بھی میں سب کے سب تمہیں دیدیتا۔ حالانکہ
اس سے پہلے آپ پانچ لاکھ درہم تقسیم فرما چکے تھے۔ (بخاری شریف)
ایک بار بعض انصار نے آنحضرت اصغرم سے کچھ مانگا۔ آپ نے دیا۔ پھر

بھویا۔ یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا خرچ ہو گیا۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا
میرے پاس جہاں تک ہوگا۔ میں تم سے دینے نہ کروں گا۔ (بخاری شریف)

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں کہ مرتبہ آنحضرتؐ کے پاس نوے ہزار درہم
آئے۔ جو ایک بویے پر ڈھیر کر دیئے گئے۔ آپ نے ان سب درہموں کو تقسیم کر دیا
اور کسی سائل کو مو نہیں کیا۔ اور اسی شام آپ کے گھر فاقہ تھا۔ (بخاری شریف)

واہ کیا جو دو کرم ہے شبہ بلحا تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگتے ولا تیرا
رہائے چلتے ہیں صفا کے وہ ہر فطرہ تیرا تائے بھلتے ہیں صفا کے ہے وہ قدہ تیرا
فیض ہے یا شہد نسیم نرا لا سیرا آپ یا سون کے تجس میں ہے دریا تیرا
اغنیاء چلتے ہیں در سے ہے وہ یا را تیرا صفا چلتے ہیں سر سے ہے وہ رستہ تیرا

فرش والے تیری وقت کا علو کیا جائیں
خسرو فرش یہاں تاسے پھریرا تیرا (تقی عظامی لدین علیہ السلام)

چاشنی تصوف

(از قاضی غلام محی الدین ناظم مدرسہ محی الدین بٹالہ)
عبودیت ہے۔ جب تک ماسواۃ اللہ کی قید سے آزاد نہ ہوگا۔ عبد اللہ نہ بن سکیگا۔
اور دولت من عباد تا تک نہ پہنچ سکیگا۔ (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)
ارادت، ارادت کیا ہے۔ ارادت اصل میں اپنے نفس کی ارادۃ اور خواہش کو
ترک کرنے کا نام ہے۔ (لا اعلم)

مؤمنان کی توحید مذہبان سے لا الہ الا اللہ کہ۔ اگر دل میں اعتقاد نہ رکھے
ذکر الہی۔ جب تک دل شہوتوں اور خواہشوں سے جبرائو اسے۔ اس سے ذکر الہی
ناممکن ہے۔ (حضرت امام غزالی)

اللہ کی یاد۔ خداوند تعالیٰ کو یاد کرنا سب عبادتوں کا خلاصہ اور بیان ہے (ع)

قرآن شریف - قرآن شریف عبادتوں سے اس لئے افضل ہے۔ کہ وہ کلامِ خدا پاک ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے۔ اور جو کچھ اسمیں ہے۔ خداوند تعالیٰ کے ذکر کی تازگی کا سبب اور واسطہ ہے۔ (۱)

زہد :- دنیا کو ترک کر دینا نفس کا زہد ہے۔ آخرت کا تارک ہونا دل کا زہد ہے۔ اور اپنے آپ سے تارک ہونا جان کا زہد ہے۔ (۱ لا اظم)
خدا تک پہنچنا - خدا تک پہنچنے کے لئے صرف دو قدم کا خلاصہ ہے۔ ایک قدم سے اٹھاؤ۔ اور دوسرا قدم عقبیٰ سے۔ پھر اپنے مولا سے مل جاؤ۔

فقیہ :- فقیہ وہ ہے۔ جو ماسوائے اللہ سے مستغنی ہو۔ (۱)

صوفی :- وہ ہے جو خدا سے اشارہ کرے۔ یعنی خود درمیان سے محو ہو جائے۔ صوفی واحد فی الذات ہے۔ تو وہ کسی ایک جانتا ہے۔ اور نہ کوئی اسے پہچانتا ہے۔ مقام معرفت :- جب بندہ مقام معرفت میں پہنچتا ہے۔ غیب سے اسے وحی ہوتی ہے۔ وہ گنگا بہرہ ہو جاتا ہے۔ اور ماسوائے خدا کے کسی کو دل میں نہیں لاتا۔ (۱)

توکل :- توکل یہ نہیں ہے۔ کہ لوگوں کو اپنے سے بہتر کھانا کھاتے دیکھ کر کھانا چھوڑ دے۔ (۱)

مرید اور مراد :- مرید اپنی توبہ کے اور مراد اپنی عصمت کے سایا میں ہے۔ مرید وہ ہے۔ جس کا اجتہاد مکشونات پر سبقت رکھے۔ اور مراد وہ جس کے مکشونات اجتہاد پر رہکتے ہوں۔ (۱)

نظم

(روش صدیقی)

چلے منزل مقصود کو جانے والے
تیرے ہوتے ہوئے ظلمت ہو خدا کو
آہ ہوداع غلامی تیری پیشانی پر
فرصت یاد خدا ہونے تجھے دنیا میں؛
مسجدوں میں بھی تری نعرہ تکبیر نہ ہوا
جادو حق پہ قدم بھی نہیں اٹھاتا
خند زن تیری شریعت میں ہرست الحاد
بنت مغرب تری تہذیب کی تخریب کرے
بیوفائی ارے ناداں تیرا مسلک کینک

تو ہے خوابیدہ زمانے کو جگانیوالے
شیعہ حق دیر و کلیسا میں جلا نیوالے
ابن آدم کو غلامی سے چھڑانیوالے
سے خدا کیلئے دنیا کو جلا نیوالے
دشت کہسار کو پیغام سنا نیوالے
دین کے ہم پیشہ شیراز نیوالے
خون اسلام کی حرمت پہ بہا نیوالے
مُرشد روم کو انسان بنا نیوالے
دین کے عہد مقدس کو نبھا نیوالے

آخرش باب شہامت سے گزرا ہی تجھے
حرمت احمد مختار پہ مرا ہے تجھے

زمینداران پنجاب کا دروانہ گیر افلاس

۱۔ کروڑ روپے کا مجموعی قرض جو سالانہ لگان سے (۱۹) گنا زیادہ ہے۔

(۲) کروڑ روپے ہر سال سود کے طور پر ساہوکاروں کی تندر ہو جاتے ہیں۔

مشروم۔ ایل۔ ڈارلنگ۔ آئی۔ سی۔ ایس سابق جیٹرا انجینہائے اسلام آباد بھی پنجاب کی فکری تصنیف پنجاب پسنیزٹ ان پراسپیرٹی ایڈوٹ (کاشتکاروں پنجاب کی حالت غارغ البالی اور قرض کی صورت میں پنجاب کی زراعت اور زراعت پیشہ آبادی کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ اپنی مضم کی بے نظیر اور پیش بہا کتاب جس کا مطالعہ ہر اس شخص کے لئے ضروری اور نہایت مفید ہو گا۔ جس کا اس مسئلہ سے تعلق یا محسوس ہو۔ اس کے بعض ضروری نتائج کا خلاصہ جو غالباً ہمارے قارئین کرام کی اکثریت کے لئے نئی معلومات کی حیثیت رکھیں گا۔ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ تا کہ کاشتکاروں کے رونگٹے کھڑے کر دینے والی مظلومانہ غربت و افلاس اور ساہوکاروں کی عیاریوں کا دھندلا سا خاکدان کسے ذہن میں پہنچ جائے۔ یہ کتاب آج سے کئی سال پہلے لکھی گئی ہے۔ اور گو اس میں پنجاب ہی کے حالات پر بحث ہے۔ مگر درحقیقت یہ تمام پنجاب بھر کی اور بالخصوص صوبہ سرحد کی زراعت پیشہ آبادی کی حالت کا بھی صحیح خاکہ ہے۔ اس لئے اس کے نتائج صوبہ سرحد پر بھی مطبق ہوتے ہیں۔ مصنف نے وسیع تجربہ اور بڑی ذمہ دارانہ کدوکاوشن کے بعد حسب ذیل نتائج اخذ کئے ہیں۔

(۱) صوبہ پنجاب کے صرف (۱۵) فیصدی زمیندار قرض سے پاک ہیں۔

اور باقی تمام زراعت پیشہ آبادی قرض کے نیچے لدی ہوتی ہے۔

(۲) زمینداروں کے مجموعی قرض میں سے تقریباً (۴۵) فیصدی رہن الرضی کی شکل

میں ہے۔

(۴) مالک اراضی زمینداروں کا اوسط قرض تقریباً (۴۶۳) روپے فی کس۔

(۵) مالک اراضی زمینداروں پر مجموعی قرض (۵۵) کروڑ روپے کے قریب ہے۔

(۵) یعنی مالک اراضی زمینداروں پنجاب کا مجموعی قرض کل پنجاب کے سالانہ لگان سے $\frac{1}{4}$ گنا زیادہ ہے۔

(۶) صوبہ کی تمام زراعتی آبادی (یعنی مالکان و مزارعین دونوں تقریباً نوے کروڑ روپے کی مقروض ہے۔

(۷) یعنی صوبہ کی تمام زراعتی آبادی کا قرض صوبہ کے سالانہ لگان سے (۱۹) گنا زیادہ ہے۔

(۸) بڑے بڑے مالکان اراضی مقابلہ زیادہ بڑی رقوم کے مقروض ہیں۔ معمولی زمینداروں کا قرض زیادہ تشویشناک ہے۔

(۹) مزارعین پر اوسط (۱۵۰) روپے فی خاندان قرض ہے۔

(۱۰) صوبہ کا مجموعی زرعی قرض اوسطاً (۱) بلحاظ رقبہ (۲۱) روپے فی ایکڑ ہے۔

(۱۱) بلحاظ فرد (۷۶) روپے فی کس زراعت پر انحصار رکھنے والوں میں ہے۔

(۱۲) قرض کا حلقہ اپنی ہم گیری کے لحاظ سے مالکان و مزارعین سب کو یکساں اپنی پیسٹ میں لئے ہوئے ہے۔

لیکن مقدار کے لحاظ سے آخر الذکر پر کم ہے۔ اس لئے کہ ان کی ساکھ اور ذرائع ادائیگی محدود ہیں

(۱۳) مجموعی زراعتی قرض تقریباً ایک سال کی صوبہ مجموعی زراعتی آمدنی کے برابر ہے۔

(۱۴) کیلئے مالکان اراضی کا مجموعی قرض ان کی تین سال کی زراعتی آمدنی کی خالص

بچت کے برابر ہے۔

(۱۵) مجموعی زراعتی قرض پر ہر سال ۱۳ کروڑ بطور سود ادا کرنا پڑتے ہیں۔

(۱۶) مجموعی زراعتی قرض کا سالانہ سود یعنی تیر کروڑ روپے کے مجموعی سالانہ لگان سے تین گنا زیادہ ہے۔

(۱۷) تمام ہندوستان کا برما کو مستثنیٰ کر کے مجموعی قرض چھ ارب روپے سے کم ہیں

زمینداروں کے مقروض ہونے کی وجوہ

فاضل مصنف کے خیال میں زمینداروں کے مقروض ہونے کی وجوہ یہ ہیں
(۱) زمینداروں کی اوسط اراضی رقبہ میں بہت تھوڑی ہے۔ اس پر طرزیہ ہے۔
کروڑات کی تقسیم و تقسیم کے باعث قطعات اراضی بہت چھوٹے چھوٹے اور
متفرق جگہوں میں واقع ہیں۔ جن کے باعث ان کی کاشت اور آبپاشی کی کج ادا قع
ہو نیوالے بڑے قطعات اراضی کے مقابلہ میں بہت مشکل ہے۔ مثلاً ایک قطعہ
ارضی صرف ۴۰ ایکڑ (بیہیٹ) ایکڑ اور ایک اور قطعہ جو ضلع جالندھر میں واقع ہے۔ صرف
ایک فزلا یعنی ۰۰۰ (بیہیٹ) ایکڑ ہے۔ عام طور پر تین چار ایکڑ مجموعی رقبہ ملکیت
کی اراضی پچاس پچاس بلکہ بعض حالتوں میں سو سو مختلف جگہوں میں چھوٹے
چھوٹے قطعات کی شکل میں متفرق پڑا ہوتا ہے۔ لہذا ایسے زمینداروں کے
علاوہ جو نہایت ہی جفاکش اور کفایت شعار ہوں۔ یا جن کا زراعت کے علاوہ
ملازمت یا تجارت وغیرہ کی صورت میں کوئی اور ذریعہ معاش بھی ہو۔ باقی زراعت
میشہ شخص کا مقروض ہونا ناگزیر ہے۔

(۲) اوقات قحط ہیں۔ رجن کی ہندوستان میں کثرت رہتی ہے (چارہ کی کمی، امرض
مواشی کی ہمدگیری اور طوفان و سیلاب۔ کیونکہ یہ اسباب کثیر التعداد مواشی کی تباہی کا باعث بنتے ہیں)
(۳) زمینداروں کی فکر دوسرے عموماً غفلت ہے۔ یہ زمینداروں کی ایک عام خاصیت ہے
حالاںکہ ہندوستان میں قحط عام ہوتے ہیں۔ جب بھی فصل اچھے ہوئے۔ زمیندار میں
پشمانہ فیاضی اور بے فکری پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دوسرے فصل کے لئے احتیاطاً
کچھ ذخیرہ رکھنا تو درکنار عام زمیندار عموماً دوسرے فصل پیدا ہونے کا بھی انتظام نہیں رکھتے
(۴) سادہ موت اور دوسری رسوم پر مسرفانہ اخراجات۔ فاضل مصنف کے خیال
میں مذکورہ بالا چار وجوہ تو قرض لینے پر مجبور کرنے کے لئے اصل محرک ہیں۔ اور حسب

حسب ذیل اسباب قرض لینے میں سہولت پیدا کر کے قرض کی ترغیب دینے اور اصول
 افزائی کرتے ہیں (۱) ساہوکاروں کی جماعت کا منتظم و مجدد اور اس کا عیارانہ طریقہ
 کار و بار (۲) کاروباری اعتماد و اضافہ۔ یہ اضافہ عام اشیاء اور ادھاری قیمتیں
 بڑھ جانے کا لازمی نتیجہ ہے۔ یعنی قرض کا وجود اول الذکر چار اسباب کا مجموعہ بنتا ہے
 اور اس کی مقدار یعنی اس کا اتنا زیادہ ہونا آخر الذکر دو اسباب کا نتیجہ ہے۔ فاضل مصنف
 کے خیال میں مقدمہ سبزی اور لگان کا بھی قرض کی مقدار میں کچھ حصہ ہے۔ مگر اسے
 آپ کوئی خاص قابل اطمینان نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ہندوستانی باہرن مالیات کے ترویکہ
 لگان زمینداروں کے قرضہ کا ایک بڑا سبب ہے۔

سود و سود کی غلام ساز ستم کاریاں

ساہوکار سود و سود کے حساب سے سادہ لوح زمینداروں کو اپنی عیاری سے
 کس طرح اپنے مٹھی غلام بنا لیتے ہیں۔ اس کی مثالیں مسٹر ڈارلنگ نے بعض دلچسپ
 واقعات سے پیش کی ہیں جن میں اسے تین یہ ہیں۔ (۱) ایک جاٹ مٹی تیلو نے
 بیس سال میں باقسط مختلف ساہوکار سے (۲۵۰) روپے قرض لئے۔ اور (۲۵۰)
 روپے ادا کئے جس کے بعد اس کے ذمہ (۱۰۰۰) روپے اور ساہوکار کے واجب الی وصول تھے۔
 (۲) ایک زمیندار نے ایک ساہوکار سے ۱۹۱۲ء میں (۲۵) فیصدی سالانہ سود کے حساب
 سے (۲۵۰۰) روپے اور ۱۹۱۲ء میں (۵۰) روپے اور قرض لئے۔ اور دس سال میں (۲۵۰۰)
 روپے کی خطیر رقم ادا کرنا پڑی۔ (۳) ۱۹۱۲ء میں گوروا سپور کے ایک زمیندار کے ذمہ اس کی
 موت کے وقت ایک ساہوکار کے (۴۰۰) روپے بقیہ تھے جو تیرہ سال کے بعد (۲۵۰۰)
 روپے ہو گئے۔ یہ خطیر رقم اس کے لڑکے نے ایک اور ساہوکار سے قرض لیکر ساہوکار کو ادا کی بار سال
 کے بعد نئے ساہوکار کا قرض (۲۵۰۰) روپے بڑھ کر (۵۶۰۰) روپے ہو گیا۔ جو ۱۹۲۲ء ایکڑ اراضی زمین
 رکھ کر ادا کیا گیا۔ زراعت پیشہ آبادی کی حالت کہ قدر اصلاح طلب ہے۔ اس کا معمولی
 سا اندازہ مذکورہ بالا واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔ ("غیر" راولپنڈی)

ج من الفصل الى الله

حزب انصار اے مخلص کارکنوں کی جماعت ہے جن کا مقصد وحید خدمت اسلام میں
سہماں کیے اس کا داخلہ کھلا ہے۔ ہر وہ مسلم جس نے سینہ میں لولہ عمل موجود ہے جو ملت
اسلام کی بربادی سے متاثر ہو کر عملی کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا فرض ہے کہ حزب انصار میں
شامل ہو کر ایک نظام کے ماتحت سرگرم عمل ہو جائے۔

اغراض و مقاصد

۱۔ اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام۔

۲۔ اصلاح و رسوم (مساحیہ) و اشاعت علوم و دینیہ۔
طریقہ کار: اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے دارالعلوم کا اجراء جس میں طلباء و مہنت کی تعلیم
حاصل کر کے مکمل عالم مبلغ اور مناظر بن کر نکلیں۔ اور عوام کی ہدایت و تقویت میں کام
باعث بنیں۔ اے ایب کتب خانہ قائم کرنا جس میں علوم و فنون و دیگر مذاہب باطلہ کی کتب جمع
کی جائیں جن کے مطالعہ سے بدین و بدعتین اور طلباء کی نظر غائر و خیالات عالی ہوں اور عام شائقین
اس مطالعہ مستفیض ہو سکیں۔ یہ مبلغین کا رکناں کی ایسی جماعت کا قیام جو ذریعہ وعظ و
تقریر عامہ میں خصوصاً دیہاتیوں کو تبلیغ احکام الہی کریں جس سے انکی اخلاقی و معاشرتی ترقی
رسوم و معاملات شریعت کے مطابق ہو سکیں۔ علم و اغراض مذکورہ بالا کی اشاعت کیے ماہوری سہارا
ضرورت سے فروش مجاہدین کی جو مذکورہ بالا لایچ عمل کی تعمیل کیے کارکنان حزب انصار
کا ہاتھ بٹائیں یہ کام افراد کا نہیں بلکہ جماعت کے ذریعہ ہی سر انجام ہو سکتا ہے جامع مسجد

بصرہ میں دارالعلوم غریبہ قائم ہو چکا ہے جس میں علوم غریبہ اسلام کی تعلیم و تدریس طلباء کیلئے رہائش و
خوراک کا انتظام موجود ہے۔ جو جو بھی مراکتب خانہ کے قیام کیے مشکلات پیش ہیں۔ درمند
حضرات کتب خرید کر وقف فرما دیں اس طرح سے آسانی کیلئے کتب خانہ قائم ہو سکتا ہے تنبیہ و وارث اور
مفسرین کی تعلیم تربیت خوراک رہائش کے لئے خام انتظام دیا گیا ہے مبلغین پران میں دورہ
کر کے نئی زندگی کی روح پھونک رہے ہیں یہاں شمس السلام حزب انصار کی طرف سے جاری ہے ان
تمام مصارف پر دو تہ روپیہ ہمارا زیادہ خرچ ہو رہا ہے حزب انصار کے مفسرین بکریں روڑت بیتاب
کا کہن اپنی حیثیت زیادہ مصارف کے متحمل ہیں جمہور اسلام کا فرض ہے کہ اس کا رخصت نہ لیں
اگ میں اڑ کر گرا پروانہ یہ کہتا ہوں تو امیرے ساتھ آ کر مرو گئی کا خوش ہے

نیکو کاران و غنیان است

زبان شیرازی با تک سید فدا

دعوت عمل

حزب الانصار کے مفاد اغراض و طریقہ عمل و سرفرازی کے تیسرے صفحہ پر درج ہے مسلمان کا فرض
کہ وہ سوچے کہ یہ کام کلام اور مسلمانوں کے فائدے کے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس
خدمت میں حصہ نہیں لے جو ان کے طریقوں آپ اس اسلامی پورے کی آبیاری فرما سکتے ہیں
۱۔ اپنی ماہواری آمد سے کچھ خدمت فرما کر دوسرے جو ماہ حزب کو پہنچا دے۔ نیز ان کے دکن بن کر دوسرے
دوسروں کو دکن بننے کی ترغیب دے کہ اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے۔

(۲) نبی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم عزیز کے مغربی اطباء و اوتیم
لادارہ بخیر سمیٹے عطا فرمائیں جنہیں جامع ترین نور الہی رہائش کا دھرم عرب انصاری نے رکھا ہے ۔

میں نے اپنی ساری دولتیں اور تمام خزانوں کو خیر بن کر انصار کو اس کے مالی مصارف کے سبکدوشی میں دیا۔
میں نے نیز سالہ کی اشاعتِ مسیح کرنے کیلئے مسیحی فرشتے کی ازم کوئی ٹکاؤں یا پناہ جہے میں سالہ نہ جاتا ہے
یقیناً جب تک کہ سالہ کا براہ کس جہہ بنانا ایک مکمل عالم مبلغ اور مضامیر کے جانے کے برابر ہے۔

میں بھیج دیں تاکہ بری صحبت کے اثر سے بچکر اسلام کے خادم بن سکیں۔

۵۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کیلئے دارالعلوم غازی پور میں بھیجیں چار سال میں مسمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہوتی ہے۔ امانان مساجد کو جو مدرسہ کریں گروہ خود تلمیذ حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو چار سالہ نصاب کی تکمیل کئے لئے بھیجہ میں بھیجیں۔

۴) اہل قلم حضرات رملہ کی نقلی خانقاہ کے در پیغ نہ فرمائیں۔ اور غیر حضرات کا فرض ہے کہ کہ کتابیں لپے
پس سے یا خرید کر کتب خانہ خراب لٹا کر بیچ دیں۔ وقف فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام کر سکے۔
جن جن کتب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفسار معلوم فرمائیں۔

۷۔ اپنے علاقہ میں غیر مذہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرمائے تاکہ اگر ضرورت ہو تو حزب الاصلاح سے مبینہ طور پر ان کی تبلیغی حکمت کے اعتقاد کا انتظام فرمادیں۔

۸ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں تو خود تبلیغ حزب الانصار میں اپنا نام درج فرمائیں۔
الحاضر: ناظم حزب الانصار بھیرہ (حجاب)